ا۔ بھلائی سے مراد تقویٰ اور اطاعت الٰہی ہے یا اس کی نعمتیں ہیں تو پانے سے مراد اولاً "پانا ہے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے۔ کچھ خیرات کرے کچھ اپنے خرچ کے لئے رکھے۔ اس لئے مما فرمایا۔ دوسرے یہ کہ ہر مال میں سے خرچ کرے اس لئے ما کو عام رکھا گیا۔ تیسرے یہ کہ صرف فرض پر کفایت نہ کرے بلکہ صدقہ نفلی بھی دیا کرے۔ اس لئے تنفقون کو عام رکھا گیا۔ چوتھے یہ کہ اپنی پیاری چیز اللہ کی راہ میں خیرات کرے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ شکر کی بوریاں خرید کر خیرات کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان بوریوں کی قیمت ہی کیوں نہ خیرات فرما دیں۔ تو فرمایا کہ مجھے شکر مرغوب ہے اور یہی آیت کریمہ تلاوت کی۔ پانچویں یہ کہ خیرات کی قبولیت اخلاص پر موقوف ہے۔ زیادتی و کمی پر موقوف نہیں ۳۔ یعنی رب یہ بھی جانتا ہے کہ تم نے کیا مال خرچ کیا۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ کس نیت سے خرچ کیا۔ لہٰذا اخلاص سے خیرات کرو۔ اچھے مال کا ذکر تو پہلے فرمایا' اچھی نیت کا ذکر یہاں ہوا ۴۔ شان نزول۔ مدینہ کے یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا کہ آپ اپنے کو ابراہیمی فرماتے ہیں اور اونٹ کا گوشت دودھ حلال جان کر استعمال فرماتے ہیں۔ ملت ابراہیمی میں یہ دونوں حرام تھے ہم اصلی ابراہیمی ہیں کہ دونوں کو حرام جانتے ہیں۔ ان کی تردید میں آپ نے فرمایا کہ دین ابراہیمی میں یہ چیزیں حلال تھیں۔ تو وہ بولے کہ یہ تو نوح علیہ السلام کے زمانہ سے حرام ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا توریت لاؤ تمہیں اس میں دکھا دیں گے کہ دین ابراہیمی میں یہ حلال تھیں۔ وہ لوگ اپنی رسوائی کے خوف سے توریت نہ لائے۔ تب یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسخ ہمیشہ سے ہوتا رہا۔ لہٰذا قرآن کی بعض آیات کے منسوخ ہونے پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف لدنی ہے کہ آپ توریت و انجیل سے خبردار ہیں۔ غیبی علوم اللہ نے عطا فرمائے ہیں ۵۔ اگلی شریعتوں میں حلال کو حرام کر لینے کی بھی منت ہوتی تھی۔ اس قاعدے کی بنا پر یعقوب علیہ السلام نے ایک بیماری میں منت مانی کہ اپنے پر اونٹ کا دودھ گوشت حرام فرما لیا تھا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر پر جھوٹ باندھنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے کیونکہ یہود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تہمت باندھی کہ ان کے ہاں اونٹ کا گوشت حرام تھا مگر رب نے فرمایا کہ انہوں نے رب پر افترا باندھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ سخت برا ہے ۷۔ یعنی دین محمدی کی پیروی کرو کہ اس کی پیروی ملت ابراہیمی کی پیروی ہے۔ کیونکہ یہ ملت اس ملت کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہ ہے کہ ہر بے دین سے علیحدہ رہے۔ صلح کل ہونا ملت ابراہیمی کے خلاف ہے خالص گھی اور خالص سونے کی قیمت ہے۔ ایسے ہی بازار قیامت میں خالص مومن کی قدر ہو گی ۸۔ شان نزول۔ یہود نے کہا تھا کہ ہمارا قبلہ یعنی بیت المقدس کعبہ سے افضل ہے اور کعبہ سے پرانا ہے۔ ان کے رد میں یہ آیت کریمہ اتری۔ لہٰذا یہ آیت تبدیلی کعبہ کے بعد اتری ہے۔ خیال رہے کہ فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے جو آسمان میں ہے بالکل اس کے مقابل کعبہ شریف ہے۔ ان آیات میں کعبہ معظمہ کی بہت سی خصوصیات ارشاد ہوئیں۔ نمبر ۱ سب سے پہلا عبادت گاہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے اس کی طرف نماز پڑھی۔ نمبر ۲ تمام لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ بیت المقدس مخصوص وقت میں خاص لوگوں کا قبلہ رہا۔ نمبر ۳ مکہ معظمہ میں واقع ہے جہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ نمبر ۴ ہمیشہ سے حج صرف اسی کا ہوا۔ کبھی بیت المقدس کا نہ ہوا ۹۔ اس میں بہت سی

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۥ وَ مَا

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے ا جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو ۲ اور

تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ

تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے ۳ سب

الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ

کھانے بنی اسرائیل کو حلال تھے ۴ مگر وہ جو یعقوب نے

اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ

اپنے اوپر حرام کر لیا تھا ۵ توریت اترنے سے پہلے

قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾

تم فرماؤ توریت لا کر پڑھو اگر سچے ہو

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

تو اس کے بعد جو اللہ پر جھوٹ باندھے تو

فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا

وہی ظالم ہیں ۶ تم فرماؤ اللہ سچا ہے تو ابراہیم کے

مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾

دین پر چلو جو ہر باطل سے جدا تھے ۷ اور شرک والوں میں نہ تھے

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا

بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے ۸

وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ

برکت والا اور سارے جہان کا رہنما ۹ اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے

اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى

ہونے کی جگہ ۱۰ اور جو اس میں آئے امان میں ہو ۱۱ اور اللہ کیلئے لوگوں پر

(بقیہ صفحہ ۹۷) متبرک چیزیں ہیں۔ مقام ابراہیم' صفا مروہ' حجر اسود' رکن یمانی' عرفات' منیٰ وغیرہ ساری مخلوق کے لئے جائے امن ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر سے پیغمبر کے قدم چھو جائیں وہ متبرک اور شعائر اللہ اور آیۃ اللہ بن جاتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ظاہر ہے کہ یہ دونوں پہاڑ حضرت ہاجرہ کے قدم پڑ جانے سے شعائر اللہ بن گئے۔ مقام ابراہیم اس پتھر کا نام ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر آپ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ یہ پتھر کعبۃ اللہ کی دیواروں کی اونچائی کے مطابق خود بخود اونچا ہوتا جاتا تھا۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو حرم شریف ہی میں جرم کرے اور قتل کا مستحق بنے' اسے امن نہ ہوگی۔ کیونکہ آیت کا منشا یہ ہے کہ جو مستحق قتل حرم سے باہر ہو جائے۔ پھر حرم میں پناہ لے وہ امن میں ہے۔

النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

اس گھر کا حج کرنا ہے ۲ جو اس تک چل سکے ۳

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾ قُلْ

اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے ۴ تم فرماؤ

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ

اے کتابیو اللہ کی آیتیں کیوں نہیں مانتے ۵ اور تمہارے کام اللہ کے

عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٨﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ

سامنے ہیں تم فرماؤ اے کتابیو کیوں اللہ کی راہ سے

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَأَنْتُمْ

روکتے ہو اسے جو ایمان لائے ۵ اسے ٹیڑھا کیا چاہتے ہو اور تم خود

شُهَدَاءُ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٩﴾ يَا أَيُّهَا

اس پر گواہ ہو ۶ اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں ۷ اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ

والو ۸ اگر تم کچھ کتابیوں کے کہے پر چلے

أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ ﴿١٠٠﴾

تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر کر چھوڑیں گے ۹

وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ

اور تم کیونکر کفر کروگے تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم

وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ۗ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ

میں اس کا رسول تشریف فرما ہے ۱۰ اور جس نے اللہ کا سہارا لیا ۱۱ تو ضرور

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٠١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

وہ سیدھی راہ دکھایا گیا ۱۲ اے ایمان والو اللہ سے

ا۔ یہاں ناس سے مراد مسلمان ہیں کیونکہ کافر پر کوئی عبادت فرض نہیں سوا ایمان کے' اس سے معلوم ہوا کہ جنات اور فرشتوں پر حج فرض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وجوب حج کا سبب بیت اللہ ہے کیونکہ رب نے حج کو بیت اللہ کی طرف منسوب فرمایا۔ لہٰذا عمر میں حج صرف ایک بار فرض ہو گا کیونکہ سبب حج ایک ہی ہے ۲۔ اس میں راستہ کا امن' تندرستی' سواری سب ہی داخل ہیں' معلوم ہوا کہ حج فرض ہونے کی شرط یہ استطاعت ہے جو یہاں مذکور ہوئی ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرض اعتقادی کا منکر کافر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حج فرض اعتقادی ہے۔ معنی یہ ہیں کہ جو حج کا انکار کر کے کافر ہو جاوے رب اس سے بے پرواہ ہے ۴۔ یہاں اللہ کی آیتوں سے مراد توریت کی وہ آیات ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے یا قرآن کریم کی آیات یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ۵۔ یعنی جن ضعفاء مومنین کے دل میں ابھی ایمان مضبوط نہیں ہوا تم انہیں یہ کہہ کر کیوں بہکاتے ہو کہ یہ وہ نبی نہیں جن کی خبر توریت و انجیل میں ہے۔ اس سے مراد اکابر صحابہ نہیں ۶۔ گواہ وہ جو واردات سے واقف ہو اور اس کو دیکھا ہو اسے جانتا ہو خود گواہی دے یا نہ دے۔ لہٰذا معنی یہ ہوئے کہ تم نے توریت کی وہ آیات دیکھی ہیں جن میں اسلام کی حقانیت مذکور ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ گمراہ کرنے کا گناہ گمراہ ہونے والے کے برابر یا اس سے بھی زیادہ ہے جس کی سزا سخت ہے۔ ۸۔ شان نزول۔ شاس ابن قیس یہودی مسلمانوں کی مجلس پر گزرا جس میں انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج نہایت محبت سے باتیں کر رہے تھے۔ اسلام سے پہلے ان کی آپس میں بہت جنگ تھی اسے ان کا اتفاق بہت شاق گزرا۔ ایک نوجوان یہودی سے کہا کہ تو انہیں ان کی گزشتہ جنگیں یاد دلا کر انہیں لڑا دے۔ اس نے کچھ قصیدے لکھے جن میں ان کی گزشتہ جنگوں کا ذکر تھا۔ ان قصائد کو سن کر ان انصار کو اپنی گزشتہ جنگیں یاد آگئیں اور پھر لڑ پڑے۔ قریب تھا کہ خون ریزی ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوراً موقعہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا جاہلیت کی باتیں کرتے ہو۔ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری (روح و خزائن) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہاں کفر سے عملی کفر مراد ہے یعنی نفسانی جنگ جو کافروں کا کام ہے مسلمانوں کی شان سے دور ہے۔ دوسرے یہ کہ لڑتے ہوؤں کو ملا دینا سنت رسول ہے۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانا یہود کا کام ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ کافر کی بات بغیر سوچے سمجھے نہ ماننی چاہیے اگرچہ وہ بظاہر اچھی بات ہی کہہ رہا ہو کیونکہ اس میں اس کی کوئی چال ضرور ہوتی ہے۔ ۱۰۔ یعنی اے جماعت صحابہ تم کافروں کی

(بقیہ صفحہ ۹۸) طرح آپس میں کیسے لڑ سکتے ہو' تم صحبت یافتہ رسول ہو۔ تم نے قرآن مجید صاحب قرآن کی زبان مبارک سے سنا ہے' تم کفر اعتقادی و عملی سے محفوظ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد صحابہ میں جو جنگیں ہوئیں وہ نفسانی نہ تھیں جو کفار میں ہوا کرتی ہیں بلکہ اختلاف اجتہادی کی بناء پر تھیں جو ان کی جنگوں کو نفسانی مانے وہ اس آیت کا منکر ہے ۱۱۔ اس طرح کہ اس کے رسول کا سہارا پکڑے اس لئے اس سے پہلے رسول کا ذکر فرمایا۔ ۱۲۔ صراط مستقیم جیسے اچھے عقیدوں کو کہا جاتا ہے ایسے ہی اچھے اعمال کو۔ یہاں میل جول سے رہنے کو صراط مستقیم فرمایا گیا۔

اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے ۱ اور ہرگز نہ مرنا مگر اور تم مسلمان ۲

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَ

اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو ۳ سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا ۴

اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ

اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو ۵ جب تم میں بیر تھا اس نے تمہارے

بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ

دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے ۶ اور تم

عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ

ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا ۷ اللہ تم

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ

سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ اور تم میں

مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں ۸

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے ۹

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ

اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ پڑگئے اور ان میں پھوٹ پڑ گئی ۱۰ بعد

مَا جَاۗءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ

اس کے کہ روشن نشانیاں انہیں آچکی تھیں اور ان کے لئے بڑا عذاب

عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ

ہے ۱۱ جس دن کچھ منہ اونجالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے ۱۲

۱۔ یعنی بقدر طاقت' اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ) اس آیت کا بیان ہے نہ کہ ناسخ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام پر خاتمہ ہونے کا اعتبار ہے اگر عمر بھر مومن رہے' مرتے وقت کافر ہو جائے تو وہ اصلی کافر کی طرح ہے۔ اللہ اچھا خاتمہ نصیب فرمائے ۳۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ حبل اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک ہے لہٰذا آل رسول کی غلامی ہدایت و نجات کا ذریعہ ہے اور بعض کے نزدیک حبل اللہ خود حضور ہیں جیسے کنوئیں میں گرا ہوا آدمی رسی پکڑ کر اوپر آتا ہے۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نیچے والے لوگ حق تک پہنچتے ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ اتفاق وہ اچھا ہے جو اللہ رسول کی اطاعت پر کیا جاوے۔ ان کا رستہ چھوڑ کر اتفاق کرنا اتفاق نہیں بلکہ لعنت ہے۔ صحابہ کی لڑائیاں فرقہ بندی کی نہ تھیں' اجتہادی تھیں۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا ایک دوسرے کو یاد دلانا بہتر عبادت ہے۔ لہٰذا محفل میلاد شریف اچھی چیز ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر ہوتا ہے جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے ۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنا دیا حضور خود مسلمانوں کے بھائی نہیں باپ اپنی اولاد کو بھائی بھائی کر دیتا ہے خود ان کا بھائی نہیں بنتا۔ اس ہی لئے حضور کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں' بھاوج نہیں۔ ۷۔ اس طرح کہ تم میں اپنا رسول بھیجا اور تم کو ان کی اطاعت کی توفیق بخشی۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دوزخ سے بچنے کا وسیلہ عظمیٰ ہیں اور رب کی اعلیٰ نعمت ہیں۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ پورا پورا عالم دین بننا فرض کفایہ ہے' ہر شخص پر فرض نہیں ہر شہر میں ایک عالم بن جاوے کافی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دینی چیزوں میں ایک کی خبر معتبر ہے کیونکہ ایک عالم جو مسئلہ بتائے قبول ہو گا اگرچہ بتانے والا ایک ہی ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم دین پر تبلیغ ضروری ہے قولی بھی اور عملی بھی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ کرنے والا عالم بہت کامیاب ہے تبلیغ دین بہترین جہاد ہے بلکہ تلوار کا جہاد بھی تبلیغ دین کے لئے ہے تلوار قرآن کا راستہ صاف کرتی ہے اور قرآن تلوار کی حفاظت کرتا ہے کہ غلط نہ چلے ۱۰۔ خیال رہے کہ نااتفاقی اور پھوٹ کا مجرم وہ شخص ہو گا جو مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر نئی راہ نکالے۔ جو اسلام کی راہ پر قائم ہے وہ مجرم نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى لہٰذا جماعت اہل سنت حق پر ہے اور باقی سب فرقے پھوٹ ڈالنے والے ہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ خطرناک بھی ہے اور کبھی سخت عذاب کا باعث بھی۔ ایک عالم کی غلطی پورے عالم کو گمراہ کر سکتی ہے۔ اس لئے یہاں ارشاد ہوا۔ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر کافر و مومن کی پہچان چہرے ہی سے ہو جائے گی کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ لہٰذا مرتدین کو حوض کوثر پر حضور صلی اللہ علیہ

(بقیہ صفحہ ۹۹) وسلم کا یہ فرمانا کہ یہ میرے صحابہ ہیں' طعنہ کے طور پر ہو گا نہ کہ ناواقفی کی بنا پر جیسے دوزخی سے رب فرمائے گا ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ یہ بطور طعن ہے۔ ایسے ہی سرکار کا یہ قول۔

ا۔ یعنی میثاق کے دن ایمان لا کر یا زبان سے ایمان لا کر دل سے کافر ہوئے یا واقعۃً مومن ہو کر کافر ہوئے لہٰذا یہ یا تو سارے کافروں سے خطاب ہے یا منافقوں سے یا مرتدین سے ۲۔ اس سے کالے منہ والوں کا بھی حال معلوم ہو گیا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کتنا ہی گنہگار ہو مگر انشاء اللہ قیامت میں اس کا منہ کالا نہ ہو گا۔ چہرے کی سیاہی کفار کے لئے ہے۔ ہاں گنہگاروں کے چہروں پر داغ دھبے اور غبار وغیرہ ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ انسان کا چہرہ رب تعالیٰ کی چلتی پھرتی کتاب ہو گی جیسے آج دنیا میں بہت سی اندرونی بیماریاں چہرے سے پہچانی جاتی ہیں ایسے ہی قیامت میں کفر و ایمان تقویٰ و طغیان چہرے سے معلوم ہو گا۔ علماء اولیاء سب کے چہرے خصوصی پہچان رکھیں گے ۳۔ اس طرح کہ کسی کو بغیر جرم عذاب نہیں دیتا ہے اور کسی کی نیکی کا ثواب کم نہیں فرماتا۔ (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے جو فوت ہو گئے وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنتی ہوں گے ۴۔ خیال رہے کہ حضور کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ بنی اسرائیل کا عالمین سے افضل ہونا اس وقت ہی تھا۔ مگر حضور کی امت کا افضل ہونا دائمی ہے جیسا کہ کنتم سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی امت تمام عالم کی استاذ ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان مبلغ ہونا چاہیے۔ جو مسئلہ معلوم ہو دوسرے کو بتائے اور خود اس کی اپنے عمل سے تبلیغ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا ماننا اللہ کا ماننا ہے حضور کا منکر رب کا منکر ہے۔ اس لئے فرمایا کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا منکر درحقیقت رب کا منکر ہے۔ حضور کو ماننا رب کو ماننا ہے۔ دیکھو رب نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اہل کتاب کے متعلق فرمایا کہ اگر وہ ایمان لاتے۔ حالانکہ تمام اہل کتاب اللہ کو مانتے تھے کوئی اللہ کا منکر نہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کافر کو بھی کہا جاتا ہے بلکہ جب یہ لفظ ایمان کے مقابل بولا جائے تو وہاں اس سے کفر ہی مراد ہوتا ہے۔ اسے علم کلام والے فسق عموری کہتے ہیں ۷۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ صحابہ کرام کو یہود و نصاریٰ کے مقابل فتح ہو گی۔ یہ وعدہ پورا ہوا کہ پچاس ہزار مسلمانوں کو سات لاکھ عیسائیوں پر فتح بخشی۔ جنگ یرموک و قادسیہ اس آیت کی زندہ جاوید تفسیر ہیں۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ
تو وہ جن کے منہ کالے ہوئے کیا تم ایمان لا کر

اِیْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾
کافر ہوئے ۱؎ تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ

وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ
اور وہ جن کے منہ اونجالے ہوئے وہ اللہ کی رحمت میں ہیں

هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ
وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ۲؎ یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم ٹھیک ٹھیک

بِالْحَقِّ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِی
تم پر پڑھتے ہیں اور اللہ جہان والوں پر ظلم نہیں چاہتا ۳؎ اور اللہ ہی کا ہے

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾
جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
تم بہتر ہو ان سب امتوں میں ۴؎ جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ
اور برائی سے منع کرتے ہو ۵؎ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی

اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں

وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ یَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى
اور زیادہ کافر ۶؎ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر یہی ستانا

وَاِنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ یُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے پھر ان کی مدد نہ ہو گی ۷؎

ع

ا۔ یعنی ان اہل کتاب پر جو حضور کے زمانہ میں موجود تھے اور انہوں نے حضور کی اطاعت نہ کی اور ہو سکتا ہے کہ اس سے سارے یہود مراد ہوں۔ کہ ان کی عادات اور خصلتیں ذلیلوں کی سی ہوں گی اور ہمیشہ دوسروں کی رعایا بن کر رہیں گے۔ اور اگر کبھی انہیں حکومت مل بھی جاوے' تو وہ عارضی ہوگی اور انشاء اللہ ان کی یہ حکومت کسی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہوگی۔ جیسے کسی کمزور کو کسی بڑے مضبوط پہلوان کے مقابلہ میں اکھاڑے میں اتار دیا جائے تاکہ خوب ذلیل ہو۔ آج جو فلسطین میں یہود کی عارضی حکومت قائم ہو گئی ہے انشاء اللہ کسی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت اور خواری کا لازم ہونا صرف ان یہود پر تھا جنہوں نے

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ

ان پر جما دی گئی خواری ۱ جہاں ہوں اماں نہ پائیں ۲ مگر اللہ کی ڈور

اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ

اور آدمیوں کی ڈور سے ۳ اور غضب الٰہی کے سزاوار ہوئے اور

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

ان پر جما دی گئی محتاجی ۴ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا

اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے ۵ یہ اس لئے کہ

عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ

نافرمانبردار اور سرکش تھے سب ایک سے نہیں کتابیوں میں کچھ

الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ

وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں ۶ اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں ۷

وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

اور سجدہ کرتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں ۸ اور

يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ

بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں پر دوڑتے

فِي الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا

ہیں ۹ اور یہ لوگ لائق ہیں اور وہ جو بھلائی

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ

کریں ان کا حق نہ مارا جائے گا ۱۰ اور اللہ کو معلوم ہیں ڈر والے وہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ

جو کافر ہوئے ان کے مال اور اولاد

رب تعالیٰ کی یہ نافرمانیاں کیں جو یہاں مذکور ہیں۔ لہٰذا اگر کسی وقت یہود کی سلطنت قائم ہو جاوے' جیسا کہ آج فلسطین میں ہو گئی تو اس آیت کے خلاف نہیں بلکہ حدیث شریف میں تو خبر دی گئی ہے کہ آخر زمانہ میں مسلمانوں کی یہودیوں سے جنگ ہوگی۔ یہودی مارے جائیں گے حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی پتھر کی آڑ لے گا تو پتھر پکارے گا کہ یہ یہودی ہے اسے مارو۔ اگر ان کی سلطنت قائم ہونے والی نہ تھی تو اس خبر کے کیا معنی ۳۔ یعنی دوسری قوموں کی امن میں رہیں گے۔ مسلمانوں کی پناہ میں رہیں یا عیسائیوں کی۔ آج فلسطین میں یہودیوں کی سلطنت امریکہ کی مہربانی کا نتیجہ ہے ۴۔ چنانچہ یہود بڑے مال دار ہو کر بھی دل غنی نہیں ہوتے' محتاجوں فقیروں کی طرح رہتے ہیں جیسے پرانے ہندو بنئے کہ اگرچہ لکھ پتی ہوں مگر نہ انہیں چین کا ٹکڑا نہ اچھا کپڑا نصیب۔ حسرت کی زندگی گزارتے ہیں ۵۔ یعنی ان کے عقیدہ میں بھی وہ قتل ناحق تھا کہ وہ اس کی کوئی وجہ بیان نہ کر سکتے تھے ورنہ قتل نبی تو ناحق ہی ہوتا ہے ۶۔ جب سیدنا عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھ والے حضور پر ایمان لائے تو یہود نے کہا کہ یہ بدترین لوگ ہیں۔ اگر بدتر نہ ہوتے تو اسلام میں داخل نہ ہوتے۔ ان کی تردید میں یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ یہ بہترین جماعت ہوگی۔ ۷۔ یعنی اسلام لا کر نماز تہجد کے پابند ہیں اور قرآنی آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد بہت اعلیٰ عبادت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے ارکان میں سجدہ بہت افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کی عبادت و نماز و تلاوت دن کی ان عبادات سے بہتر ہے کیونکہ جو دل کی یکسوئی رات کو میسر ہوتی ہے' دن کو نصیب نہیں ہوتی۔ خیال رہے کہ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ کا واؤ حالیہ نہیں کیونکہ نماز کے سجدہ میں تلاوت قرآن نہیں ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام رات نماز پڑھنا بہتر نہیں کچھ سونا چاہیے۔ اسی لئے اٰنَآءَ الَّيْلِ فرمایا گیا۔ جن بزرگوں سے تمام رات نماز پڑھنا ثابت ہے اس میں چند راز تھے ۸۔ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ میں حضور پر ایمان لانا بھی داخل ہے۔ کیونکہ حضور کو بغیر مانے اللہ کا ماننا ایمان باللہ نہیں۔ ۹۔ یعنی نیکی کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں یا نیک کام میں بلاوجہ دیر نہیں لگاتے۔ خیال رہے کہ نماز عشاء دیر سے پڑھنا يُسَارِعُوْنَ کے خلاف نہیں کیونکہ عشاء کا وقت مستحب یہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسابقت فی الخیرات اور چیز ہے' حسد اور حرص کچھ اور ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر خواہ کتنی ہی نیکی کرے وہ آخرت میں بخشش اور رحمت الٰہی کا حقدار نہیں کیونکہ نیکی کی درستی کے لئے ایمان ایسی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضوء۔ جڑ کٹ چکنے کے بعد شاخوں کو پانی دینا بے کار ہے۔

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

ان کو اللہ سے کچھ نہ بچالیں گے لہ اور وہ جہنمی ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ

کہاوت اس کی جو اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں تہ اس ہوا کی سی ہے جس میں

فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ

پالا ہو وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پر پڑی جو اپنا ہی برا کرتے تھے تو اسے بالکل مار گئی

وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تہ اے ایمان والو تہ

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ

غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ ھ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں

خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ ښ

کرتے ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے بیر انکی باتوں سے جھلک اٹھا

وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ

لہ اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں اگر

كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ

تمہیں عقل ہو سنتے ہو یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو ٹ اور وہ تمہیں نہیں چاہتے

وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّھٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڤ

اور حال یہ کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو ٹ اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے

وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ

ہیں ہم ایمان لائے ٹ اور اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں غصہ سے تم فرمادو

مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾

کہ مر جاؤ اپنی گھٹن میں ٹہ اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن کا مال اور اولاد اللہ کے فضل سے عذاب دفع کریں گے۔ جو مال راہ خدا میں خرچ کیا اور نیک اولاد کی برکت سے عذاب دور ہو گا کیونکہ اولاد و مال کا عذاب کو دفع نہ کرنا کفار کا عذاب ہے جس سے مومن محفوظ ہے ۲۔ اس خرچ سے مراد یا تو یہود کے وہ خرچ ہیں جو اپنے پادریوں' جوگیوں پر خرچ کرتے تھے' یا کفار اور مشرکین کے سارے خیرات و صدقات ہیں یا ریاکار کے تمام وہ خرچ مراد ہیں جو دکھلاوے کے لئے کئے جاویں۔ چونکہ ان کے اعمال حقیقۃً اللہ کے لئے نہیں' لٰہذا ان پر آیت کی بیان ہوئی مثال بخوبی چسپاں ہے۔ یعنی جیسے برفانی ہوا کھیت کو تباہ کر دیتی ہے' ایسے ہی طغیانی ہوا اعمال کی کھیتی کو پامال کر ڈالتی ہے ۳۔ یعنی ان کے صدقات کا باطل ہونا خود ان کے اپنے بے ایمان ہونے کی وجہ سے ہے' اور یہ بے ایمانی ان کے اپنے اختیار سے ہے لٰہذا وہ ظالم ہوئے ۴۔ شان نزول' بعض مسلمان اپنے قرابت دار اور رشتہ دار یہودیوں وغیرہ سے قرابت یا پڑوس کی بنا پر دوستی و میل جول رکھتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستانہ تعلقات' دعوت' ہدیہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا وغیرہ سب ناجائز ہیں اور تجربہ نے بتایا کہ مسلمان کو ان کی دوستی سے نقصان پہنچا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان بادشاہ کافروں' مرتدوں کو کلیدی جگہ پر نہ لگائے جیسے وزارت عظمیٰ' وزارت خارجہ جس سے یہ لوگ غداری کرنے کا موقعہ پائیں۔ اسی طرح کفار کو اپنا راز دار بنانا جائز نہیں حتیٰ کہ اگر مسلمان کے نکاح میں عیسائی یا یہودی عورت ہو تو اسے بھی اپنے خصوصی راز پر اطلاع نہ دے ورنہ دھوکہ کھائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر کبھی مومن کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔

۶۔ یعنی یہ کفار بہ تکلف تم سے دوستی ظاہر کرتے ہیں مگر پھر بھی ان کے منہ سے بے اختیار ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے ان کی دلی دشمنی ظاہر ہو جاتی ہے اور جو عداوت کی آگ ان کے سینوں میں بھڑک رہی ہے وہ تو کہیں زیادہ ہے۔ جسے رب فرماوے' اکبر سمجھ لو وہ کیسی آگ ہو گی۔ رب تعالیٰ خالق ہے۔ خالق کو اپنی مخلوق کا حال زیادہ معلوم ہے تمام کافروں کا یہ ہی حال ہے جیسا کہ مِنْ دُوْنِكُمْ سے معلوم ہوا۔ ۷۔ یہ خطاب ان مسلمانوں سے ہے جو کفار سے قرابت داری کی بنا پر طبعی طور پر ان سے محبت رکھتے تھے۔ یہ محبت قریبا غیر اختیار ہوتی ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ صحابہ کرام کے دلوں میں کفار سے وہ محبت تھی جو علامت نفاق ہے ۸۔ یعنی تم تو توریت و انجیل پر ایمان رکھتے ہو مگر وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے۔ جب وہ اپنے کفر میں اتنے پختہ ہیں تو تم اپنے ایمان میں پختہ کیوں نہیں ہوتے ۹۔ یہ تمام اہل کتاب کا حال نہیں بلکہ ان میں سے منافقین کا حال ہے' اس کی تفسیر پہلے پارہ کے شروع میں گزر چکی ہے۔ ۱۰۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ ان بد نصیبوں کے جلنے سے مسلمانوں کا کچھ نہ بگڑے گا۔ ان کا سورج یوں ہی چڑھا رہے گا۔ یہ چمگادڑوں کی طرح جلتے رہیں گے اور الحمد للہ' ایسا ہی ہوا۔ بلکہ تاقیامت انشاء اللہ دین اسلام غالب رہے گا۔ کفار اگرچہ جلتے رہیں۔ مسلمان خواہ مغلوب ہوں یا غالب۔

إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ

تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور تم کو برائی پہنچے تو اس پر

يَفْرَحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ

خوش ہوں لہ اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری کئے رہو تو انکا داؤں تمہارا کچھ نہ

شَيْئًا ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿١٢٠﴾ وَإِذْ غَدَوْتَ

بگاڑے گا بے شک ان کے سب کام خدا کے گھیرے میں ہیں اور یاد کرو اے محبوب جب

مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ

تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے لہ مسلمانوں کو لڑائی کے موچوں پر قائم کرتے اور

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٢١﴾ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا

اللہ سنتا جانتا ہے ۳ جب تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں

وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٢﴾

۴ اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ

اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سرو سامان تھے ۵ تو اللہ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ

سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا

يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ

تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار

الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلَىٰ ۚ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَ

فرشتے اتار کر ۶ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور

يَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ

کافر اسی دم تم پر آ پڑیں ۷ تو تمہارا رب تمہاری مدد کو

ا۔ یعنی کفار اگرچہ ظاہری طور پر تمہاری مصیبت پر غم خواری کی باتیں کر دیں۔ لیکن در پردہ خوش ہوتے ہیں جیسا کہ آج کل بھی دیکھا جا رہا ہے۔ اگر کوئی کافر سلطنت کسی مصیبت میں مسلمانوں کی مدد کرتی ہے تو اپنی خود غرضی کے ماتحت' نہ کہ مسلمانوں کی محبت میں' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہونا کفار کا طریقہ ہے ۲۔ اس سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اہل بیت رسول اللہ ہونا معلوم ہوا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہی تشریف لے گئے تھے جنہیں رب نے اہل فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا الخ وہاں بھی اہل سے مراد بیوی ہیں۔ ۳۔ ان آیات میں جنگ احد کی طرف اشارہ ہے جو ۳ھ میں مدینہ منورہ سے تین میل دور احد پہاڑ کے دامن میں واقع ہوئی۔ کفار مکہ جنگ بدر میں شکست کھا کر غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔ ایک سال تک تیاری کرنے کے بعد وسط شوال ۳ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھ آئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ کفار احد پر آگئے ہیں تو حضور نے تمام صحابہ بلکہ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کو مشورہ کے لئے بلایا۔ بعض صحابہ اور اس منافق کی رائے ہوئی کہ جنگ مدینہ منورہ میں رہ کر مدافعانہ طور پر کی جائے۔ یہی حضور والا کی رائے عالی بھی تھی۔ مگر بعض جوشیلے نوجوانوں کی رائے تھی کہ میدان میں جا کر ان کا مقابلہ کیا جائے۔ آخر کار یہ ہی طے ہوا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس معہ جماعت صحابہ کے ۱۰ شوال ۳ھ یوم یکشنبہ کو میدان احد میں تشریف فرما ہوئے۔ ابن ابی منافق کی رائے نہ مانی گئی تھی وہ دل میں ناراض ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے ۳۰۰ ساتھیوں سے کہا کہ جب گھمسان کا رن پڑے تو تم میدان سے بھاگ جانا تا کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ جائیں۔ مسلمان مع ان منافقین کے ایک ہزار تھے۔ بعد میں سات سو رہ گئے۔ منافقوں کے بھاگ جانے کی وجہ سے حضور نے عبداللہ ابن جبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ احد کے درہ پر مقرر فرمایا کہ اس طرف سے کفار کو آنے نہ دیں۔ رب کے فضل سے مسلمانوں کو بہت شاندار فتح ہوئی کفار بھاگ گئے۔ یہ پچاس حضرات سمجھے کہ اب فتح تو ہو ہی چکی' چلو ہم بھی غنیمت حاصل کریں۔ عبداللہ ابن جبیر نے منع بھی کیا مگر نہ مانے' درہ خالی ہو گیا۔ شکست خوردہ کفار یہ درہ خالی دیکھ کر پیچھے پلٹے اور اس درے سے مسلمانوں پر پیچھے آن پڑے۔ جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں مال پر نظر نہ رکھی جائے ورنہ خرابی ہو گی۔ اس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خطا اجتہادی معاف ہے جیسا کہ عبداللہ ابن جبیر کے ساتھیوں سے ہوا۔ ۴۔ خزرج میں سے بنی سلمہ اور اوس میں سے بنی حارث' دونوں انصاری تھے انہوں نے میدان جہاد سے بھاگ جانے کا قصد کیا یہ سمجھ کر اس وقت مصلحت اسی میں ہے انہوں نے اجتہادی غلطی کی معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ بلکہ گناہ سے انسان اللہ کی رحمت یا ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ کیونکہ جہاد سے بزدل ہونے کا ارادہ گناہ کبیرہ کا ارادہ ہے مگر اس کے باوجود ارشاد ہوا کہ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا اور اللہ مومن ہی کا ولی ہے نہ کہ کافر کا۔ اب جو انہیں برا کہے بے ایمان ہے ۵۔ جنگ بدر ۱۷ یا ۲۱ رمضان ۲ھ میں جمعہ کے دن ہوئی مسلمان ۳۱۳ تھے' کفار قریباً ایک ہزار۔ مسلمان بے سرو سامان تھے۔ کفار سامان سے لیس تھے۔ بدر ایک کنواں ہے جو ایک شخص مسمّی بدر ابن عامر نے کھودا تھا۔ اب وہاں چھوٹی سی بستی ہے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے' اب مدینہ پاک کے راستے میں آتا ہے ۶۔ یعنی اولاً" تین ہزار فرشتے اترے پھر دو ہزار اور اترے جن

(بقیہ صفحہ ۱۰۳) سے مل کر پانچ ہزار ہو گئے لہٰذا اس آیت میں اور اگلی آیت میں کوئی تعارض نہیں ۷۔ یا تو یہ رب کا کلام ہے جو اس نے اپنے حبیب کی تصدیق کے لئے فرمایا۔ یا حضور ہی کا کلام ہے جو رب نے نقل فرمایا۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضور کو بدر میں آنے والی مدد کی خبر تھی کیونکہ یہ آیات تائید میں آئیں جن میں حضور کی غیبی خبروں کی تائید کی گئی۔

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا
پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا ۱ اور یہ فتح
جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ
اللہ نے نہ کی مگر تمہاری خوشی کے لئے اور اسی لئے کہ اس سے تمہارے دلوں کو چین ملے ۲
وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ
اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس سے اس لئے کہ کافروں
طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا
کا ایک حصہ کاٹ دے ۳ یا انہیں ذلیل کرے کہ نامراد
خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ
پھر جائیں ۴ یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں ۵ یا انہیں توبہ کی
عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي
توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں ۶ اور اللہ ہی کا ہے
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۷ جسے چاہے بخش دے
يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰٓاَيُّهَا
اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ۸ اے ایمان
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً
والو سود دونا دون ۹ نہ کھاؤ ۱۰
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ
اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے ۱۱ اور اس آگ سے بچو جو
اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
کافروں کیلئے تیار کر رکھی ہے اور اللہ اور رسول کے فرمانبردار رہو ۱۲

منزل ۱

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدر میں شرکت کرنے والے تمام مہاجرین و انصار صابر اور متقی ہیں۔ ان کے صبر اور تقویٰ پر قرآن گواہ ہے۔ کیونکہ ان کی مدد کے لئے فرشتے بدر میں اترے جنہیں بعض صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بدر میں شرکت کرنے والے فرشتے دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں کہ رب نے ان پر خاص نشان لگا دیئے ہیں جن سے وہ دوسروں پر ممتاز ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور غازیان اسلام کی خدمت اعلیٰ عبادت ہے کہ یہ خدام فرشتے دوسرے فرشتوں سے افضل۔ لہٰذا حضور کے صحابہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں کہ وہ حضرات وہ خوش نصیب ہیں جنہیں حضور کی خدمت نصیب ہوئی ۲۔ یعنی بدر میں یہ فرشتے کافروں کو ہلاک کرنے نہ آئے تھے ورنہ ایک فرشتہ ہی کافی تھا جیسا کہ قوم لوط وغیرہ کا حال ہوا۔ بلکہ وہ صرف تمہاری جماعت بڑھانے' اور تمہاری مدد کرنے آئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اللہ کے پیارے ہیں کہ ان کی خدمت کے لئے فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ ۳۔ یعنی بدر میں کافر تین طرح کے ہو گئے ایک وہ جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ دوسرے وہ جو گرفتار ہو گئے تیسرے وہ جو نامراد ہو کر بھاگ گئے حالانکہ انہیں اپنی فتح کا یقین تھا۔ یہ ذلت انتہائی ہے۔ ۴۔ یعنی بدر میں آنے والے کافروں کے دو حصے کئے جائیں گے۔ ایک وہ جو تمہارے ہاتھوں قتل ہوں گے جیسے ابو جہل' ابو لہب' امیہ وغیرہ دوسرے وہ جو ناکام واپس ہوں گے جیسے ابو سفیان وغیرہ۔ اس دوسرے گروہ میں سے اکثر لوگ بعد میں ایمان لے آئے۔ ۵۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر معونہ والے کفار کے لئے بددعا کی جنہوں نے دھوکے سے صحابہ کرام کو ساتھ لے جا کر شہید کیا تھا۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری اور حضور کو بددعا سے روک دیا گیا۔ حضور نماز فجر کی دوسری رکعت میں بعد رکوع ان کافروں پر بددعا کیا کرتے تھے۔ جسے قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ اس آیت سے قنوت نازلہ منسوخ ہوئی ۶۔ اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ اے محبوب تمہیں ان کفار پر بددعا کرنے کا اختیار یا حق نہیں' ورنہ گزشتہ انبیاء کرام کفار پر بددعا کر کے انہیں ہلاک نہ کراتے' بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ بددعا آپ کی شان کے لائق نہیں کیونکہ آپ رحمت للعالمین ہیں ۷۔ یعنی سارا عالم اجسام جسے ملک کہتے ہیں مافی السموات سے علویات مراد ہیں اور مافی الارض سے سفلیات مراد ہیں۔ ارواح وغیرہ کو ملکوت کہتے ہیں۔ چونکہ صرف اجسام ہی ہمارے سامنے ہیں لہٰذا اکثر اسی کا ذکر ہوتا ہے ۸۔ یعنی جس مجرم کو چاہے بخشے اور جس مجرم کو چاہے عذاب دے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ نیکو کار کو بھی عذاب دے جیسا کہ دیانند سرسوتی نے سمجھا۔ کیونکہ یہ ظلم بھی ہے اور خلاف وعدہ بھی ۹۔ دونا دون کی قید اتفاقی ہے کیونکہ سود سوایا ڈیوڑھا بھی حرام ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گنہگار گناہ کی وجہ سے کافر نہیں ہو جاتا۔ سود خواروں کو الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب سے پکارا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سود لینے والے دینے والے سے زیادہ گناہ گار ہیں۔ اسی لئے اس پر زیادہ زور ہے ۱۰۔ اپنے نیک اعمال پر نازاں نہ ہو بلکہ

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ

اس امید پر کہ تم رحم کئے جاؤ اور دوڑو لہ اپنے رب کی بخشش

رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ

اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آجائیں ؔ پرہیزگاروں کے

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

لئے تیار کر رکھی ہے ؔ وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں ؔ

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ

اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ؔ

اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا

اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں ؔ اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی

فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا

یا اپنی جانوں پر ظلم کریں ؔ اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی

لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۟ۙ وَلَمْ

معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے ؔ اور

يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ

اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں ؔ ایسوں کو

جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ

بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ

نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں کا کیا اچھا

الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ

نیگ ہے تم سے پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آچکے ہیں

(بقیہ صفحہ ۱۰۴) قبولیت کی امید رکھے اور رد ہونے سے ڈرتا رہے کہ اس دریا میں بہت جہاز ڈوب چکے ہیں۔ شیطان کے واقعہ سے عبرت پکڑے ١١۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم یکساں ہے کہ دونوں تقوٰی کے لئے ضروری ہیں اور بلا تامل و چون و چرا دونوں اطاعتیں لازم ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ رسول کا ساتھ ساتھ ذکر کرنا سنت الٰہیہ ہے شرک نہیں۔

١۔ اس طرح کہ توبہ اور اداء عبادات میں جلدی کرو اور اس میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان ہر وقت کو اپنا آخری وقت سمجھ کر اللہ کی عبادت کرے ٢۔ یعنی جب جنت کی چوڑائی کا یہ حال ہے تو اس کی لمبائی کتنی ہو گی عموماً لمبائی چوڑائی سے زیادہ ہوتی ہے ٣۔ معلوم ہوا کہ جنت بنی تو پرہیزگاروں کے لئے ہے' ان کی طفیل بعض بے عمل یا بدعمل بھی وہاں پہنچ جائیں گے جیسے مسلمانوں کے نا سمجھ فوت شدہ بچے اور وہ گنہگار جو حضور کی شفاعت سے بخشے جاویں۔ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ ٤۔ شادی بیاہ کے موقعہ پر شکریہ میں صدقہ و خیرات کرنا' اسی طرح نعمتیں ملنے پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نفقہ سراء میں داخل ہے۔ اور موت وغیرہ کے موقعہ پر میت کو ایصال ثواب کے لئے خرچ کرنا۔ دیگر مصیبتوں میں مصیبت ٹالنے کے لئے خیرات کرنا رنج کا خرچ ہے۔ بہر حال اس سے مراد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہی ہے ٥۔ خیال رہے کہ معافی اور درگزر اپنے حقوق میں کی جا سکتی ہے۔ اللہ رسول کے مجرم کو معاف نہیں کیا جا سکتا مرتد کو قتل کیا جائے گا اور چور کے ضرور ہاتھ کٹیں گے۔ اس آیت کا یہی مقصد ہے ٦۔ فضیل ابن عیاض فرماتے ہیں کہ احسان کے عوض احسان کرنا بدلہ ہے اور برائی کے عوض برائی کرنا مجازات اور سزا ہے۔ برائی کے عوض بھلائی کرنا کرم اور جود ہے اور بھلائی کے عوض برائی کرنا خباثت ہے۔ اسے آیت میں کرم و جود کا ذکر ہے انہیں محسن فرمایا گیا ہے ٧۔ فاحشہ سے مراد وہ گناہ ہے جس کی شریعت میں سزا ہے جیسے زنا' چوری اور ظلموں سے وہ گناہ مراد ہیں جن کی سزا مقرر نہیں جیسے نماز چھوڑنا۔ اور ہر جرم کی توبہ علیحدہ قسم کی ہے۔ یا فاحشہ سے مراد گناہ کبیرہ اور ظلم سے مراد صغیرہ' یا فاحشہ سے مراد وہ گناہ جو دوسروں کی تکلیف کا باعث ہو اور ظلم سے مراد وہ گناہ جو ایسا نہ ہو ٨۔ اس میں گنہگاروں کو توبہ کی دعوت عامہ ہے کہ نیک تو اس کے ہیں' گنہگار کس کے ہیں۔ وہ دروازہ سب کے لئے کھلا ہے۔ خیال رہے کہ حقوق العباد صاحب حق معاف کرتا ہے مگر یہ معافی بھی اللہ کے فضل و کرم سے ہے۔ ذنب کی معافی صرف اللہ کے فضل و کرم سے ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ بڑے سے بڑا بھی قابل معافی ہے رب سے ناامید نہ ہو ٩۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ صغیرہ پر اڑ جانا گناہ کبیرہ بنا دیتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کے لئے اصرار مضر ہے کہ توبہ بھی کرتا جاوے اور گناہ بھی بلکہ قبول توبہ کے لئے گزشتہ گناہ پر ندامت اور آئندہ کے لئے ترک کا حتمی ارادہ ضروری ہے۔ شان نزول تیہان خرما فروش کے پاس ایک حسین عورت خرما خریدنے آئی اس نے کہا کہ یہ خرمے اچھے نہیں ہیں۔ بہترین خرمے گھر میں ہیں۔ اسے اندر لے گئے اور وہاں جا کر اس کا بوسہ لے لیا۔ چمٹا لیا۔ اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر۔ یہ سنتے ہی اسے چھوڑ دیا اور شرمندہ ہو کر حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ایک روایت یہ ہے کہ دو شخصوں میں بڑا پیار تھا۔ ایک جہاد کے لئے گیا۔ دوسرے کے سپرد اپنا گھر بار کر گیا۔ ایک روز اس مجاہد کی بیوی نے اس انصاری سے گوشت منگایا۔ جب اس ثقفی کی

(بقیہ صفحہ ۱۰۵) عورت نے گوشت لینے کو ہاتھ بڑھایا تو اس نے ہاتھ چوم لیا۔ چومتے ہی سخت شرمندگی ہوئی۔ جنگ میں نکل گیا۔ منہ پر طمانچہ مارتا اور سر پر خاک ڈالنا شروع کیا۔ جب ثقفی اپنے گھر واپس آیا تو عورت سے اپنے اس انصاری دوست کا حال پوچھا۔ وہ بولی کہ اللہ ایسے دوست سے بچائے۔ ثقفی اس کو تلاش کے بعد حضور کی خدمت میں لایا۔ اس کے حق میں یہ آیات اتریں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں واقعے اس کا شان نزول ہوں۔ (خزائن العرفان)

۱۔ یعنی اے کفار عرب ان زمینوں کی طرف سفر کرو جہاں پہلے کفار آباد تھے جنہوں نے اپنے رسولوں کی مخالفت کی ان پر عذاب الٰہی آیا اور وہ تباہ کر دیئے گئے۔ ان کی اجڑی بستیاں دیکھ کر عبرت پکڑو اور حضور پر ایمان لاؤ۔

فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تو زمین میں چل کر دیکھو لے کیسا انجام ہوا جھٹلانے

الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّ

والوں کا ۲ یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور

مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ

پرہیزگاروں کو نصیحت ہے اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ

تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو ۳ اگر تمہیں کوئی تکلیف

قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ

پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسی تکلیف پا چکے ہیں ۴ اور یہ دن ہیں

نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں ۵ اور اس لئے کہ اللہ پہچان کرادے

اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

ایمان والوں کی اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے ۶ اور اللہ دوست نہیں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

رکھتا ظالموں کو ۷ اور اس لئے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار دے اور

يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا

کافروں کو مٹا دے ۸ کیا اس گمان میں ہو ۹ کہ جنت میں چلے

الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ

جاؤ گے ۱۰ اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر

وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ

والوں کی آزمائش کی ۱۱ اور تم تو موت کی تمنا کیا کرتے تھے

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا عذاب دیکھنا ہو تو عذاب ولی بستیوں کو دیکھو' اور اگر اللہ کی رحمت کا پتہ لگانا ہو تو رحمت والی بستیوں کو دیکھو۔ جہاں اللہ کے پیارے سو رہے ہیں اور ان کے دم قدم سے رونقیں لگی ہوئی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مقصد کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔ لہٰذا عرس وغیرہ میں سفر کرنا درست ہے ۳۔ اللہ کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے ہم نااہلوں نے شرط پوری نہ کی جس کی وجہ سے پست ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین سچے اور مخلص مومن تھے کیونکہ رب نے ایمان کی شرط پر سربلندی کا وعدہ فرمایا' اور انہیں سربلندی خلافت اور حکومت سب کچھ بخشی معلوم ہوا کہ ان میں وہ شرط موجود تھی ۴۔ یعنی اے مسلمانو! اگر تمہیں جنگ احد میں تکلیف پہنچی تو کفار کو بھی جنگ بدر میں ایسی ہی تکلیف پہنچی تھی۔ مگر وہ بددل نہ ہوئے تم بددل کیوں ہوتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلم قوم کو کفار کے حالات سنا کر غیرت اور جوش دلانا اچھا ہے ۵۔ یعنی دنیا کی سربلندی اور پستی باری باری سے قوموں کو ملا کرتی ہے کسی ایک قوم کا اس پر اجارہ نہیں۔ درخت کبھی ننگا ہوتا ہے کبھی سرسبز۔ چاند کبھی چھوٹا کبھی بڑا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ شکست بھی مسلمان کے لئے ترقی درجات کا باعث ہے' مار آئے تو غازی مر گئے تو شہید' نیز شکست کھرے کھوٹے کی کسوٹی ہے ۷۔ قرآن کریم میں ظالم کافر کو بھی کہا گیا ہے اور گنہگار کو بھی۔ یہاں کافر مراد ہے کیونکہ مومن کے مقابلہ میں بولا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر خواہ کتنے ہی نیک کام کرے خدا کا پیارا نہیں کیونکہ وہ رب کا باغی ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کا قتل اس کے گناہوں سے نکھر جانے کا ذریعہ ہے اور کافر کا قتل' اس کے مٹانے کا ذریعہ' قتل ایک ہے مگر انجام میں فرق ہے ۹۔ یہ سوال کی شکل میں نفی ہے یعنی بدگمانی نہ کرو۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ صحابہ کرام کو یہ گمان یا ان کا یہ عقیدہ تھا۔ کیونکہ وہ حضرات غلط عقیدوں سے محفوظ تھے ۱۰۔ جزا کے لئے۔ آدم علیہ السلام کا جنت میں رہنا تعلیم کے لئے تھا کہ دنیا کو جا کر اس طرح بسائیں۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج میں جنت میں جانا گواہی کے لئے تھا۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں جنت عملی کا ذکر ہے۔ بعض لوگوں کو عطا کے طور پر بھی جنت ملے گی جیسے مسلمانوں کے چھوٹے بچے جو اپنے ماں باپ کے طفیل جنت میں جائیں گے۔ یا ہم جیسے گنہگار جو انشاء اللہ رؤف و رحیم مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ جنت میں پہنچیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۱۔ حضرت مترجم قدس سرہ نے یہاں علم کے معنی آزمائش فرمائے تاکہ معلوم ہو کہ اس علم سے علم ظہور مراد ہے جو آزمائش کے بعد ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی قدیم ہے۔ لہٰذا آیت بے غبار ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احد میں بھاگ جانے والے عتاب کے مستحق ہیں۔ لیکن ان کی معافی کا

(بقیہ صفحہ ۱۰۶) اعلان ہو چکا ہے۔ اب جو ان پر اعتراض کرے وہ قرآن کا منکر ہے۔

۱۔ یعنی جو لوگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ انہیں اس پر ندامت تھی۔ اور آئندہ جہاد میں شرکت کی تمنا۔ مگر احد میں ان کے قدم اکھڑ گئے۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ موت کی تمنا نہ کرنی چاہیے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ ۲۔ یہ حصر اضافی ہے۔ یعنی وہ صرف رسول ہیں رب نہیں۔ اور ہمیشہ رہنا رب کا صفت ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور میں رسالت کے سوا اور کوئی وصف نہ ہو۔ حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ صفات

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۪ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ
اس کے ملنے سے پہلے ۱؎ تو اب وہ تمہیں نظر آئی آنکھوں
تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ
کے سامنے اور محمد تو ایک رسول ہیں ۲؎ ان سے پہلے اور
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ
رسول ہو چکے ۳؎ تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم
عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ
الٹے پاؤں پھر جاؤ گے ۴؎ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ
يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا
نقصان نہ کرے گا ۵؎ اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا ۶؎ اور کوئی جان
كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا
بے حکم خدا مر نہیں سکتی سب کا وقت لکھا رکھا
مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ
ہے ۷؎ اور جو دنیا کا انعام چاہے ۸؎ ہم اس میں سے اسے دیں
وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى
اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں ۹؎ اور قریب ہے کہ ہم
الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ
شکر والوں کو صلہ عطا کریں اور کتنے ہی انبیاء نے جہاد کیا ۱۰؎ ان کے ساتھ بہت خدا
كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
والے تھے ۱۱؎ تو نہ سست پڑے ان مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں
وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾
اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے ۱۲؎ اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں ۱۳؎

ع ۵

بخشے جو ہمارے وہم و گمان سے بھی باہر ہیں ۳۔ خواہ وفات پا چکے ہوں یا زندہ موجود ہوں مگر ان کی شریعت منسوخ ہو چکی ہو اور وہ دنیا والوں کی ظاہر آنکھوں سے چھپ چکے ہوں۔ جیسے حضرت ادریس و عیسیٰ و الیاس و خضر علیہم السلام۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے موت کا لفظ نہ فرمایا۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلیل پکڑنا غلط ہے۔ ۴۔ یعنی کیا اسلام سے پھر جاؤ گے۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہو جانے کی خبر اڑ گئی تو بعض منافق اور کفار نے بعض نو مسلمانوں سے کہا کہ جن کے دم کی بہار تھی وہ وفات پا چکے۔ اب اپنے پرانے دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ اس پر فرمایا گیا کہ نبی کی وفات سے دین فنا نہیں ہو جاتا ۵۔ کیونکہ دین تو باقی رہے گا۔ اسلام کسی کا محتاج نہیں۔ سب اسلام کے محتاج ہیں۔ دیکھو سرداران قریش نے نخرے کئے تو وہ ایک طرف کر دیئے گئے اور مدینہ منورہ کے مساکین سے اسلام کی اشاعت کرا دی گئی۔

تم تو جس خاک کو چاہو وہ بنے بندۂ پاک
میں نبی کس کو بناؤں جو خفا تم ہو جاؤ!

۶۔ یعنی ان تمام صحابہ کو جنہوں نے اس وقت ثابت قدمی دکھائی معلوم ہوا کہ تمام ثابت قدم صحابہ اعلیٰ درجہ کے شاکر ہیں اور جن کے قدم اکھڑ گئے تھے وہ بارگاہ رب سے معافی پا چکے ہیں۔ سب اللہ کے پیارے ہیں درجے مختلف ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سے بھاگنا بہت برا ہے کہ اس سے موت ٹل نہیں سکتی اور ثابت قدمی سے انسان مر نہیں جاتا ۸۔ یعنی جو جہاد میں صرف غنیمت کا مال حاصل کرنے گیا اسے آخرت کا ثواب نہ ملے گا دنیا کے آرام اور راحتیں اس کے عمل کا بدلہ ہو جائیں گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے دنیا ضرور مل جاوے گی لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۹۔ یعنی اس کو دنیا بھی دیں گے اور دین بھی۔ کیونکہ اس میں دنیا عطا فرمانے کی نفی نہیں ۱۰۔ جہاد ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ سب سے پہلے آپ نے جہاد فرمایا۔ آپ سے پہلے کسی نبی نے جہاد نہ کیا تھا۔ آپ کے بعد بہت سے پیغمبروں کی شریعت میں جہاد تھا ۱۱۔ علماء مشائخ، متقی لوگ جو اللہ کو راضی کرنے کی کوشش میں لگے رہیں۔ صوفیا کی اصطلاح میں اللہ والے وہ ہیں جو اس کے رسول والے ہو جائیں۔ رب فرماتا ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور فرماتا ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۱۲۔ یعنی تمہارے نبی ان تمام نبیوں کے سردار ہیں اور تم تمام ان امتوں سے افضل ہو تو چاہیے کہ تمہاری بہادری اور استقامت ان سے زیادہ ہو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ افضل کو افضل نیکیاں کرنی چاہئیں۔ وہ تمام ماتحتوں سے عمل میں بڑھ کر ہو۔ سیدوں، عالموں، مشائخ کو دوسروں سے زیادہ نیک ہونا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ دوسروں کے اعمال دکھا کر سنا کر کسی کو جوش دلانا سنت الہیہ ہے۔ بلکہ تاریخی حالات کا بھی اس نیت سے جاننا بہتر ہے۔ ۱۳۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۷) طاعت پر قائم رہنے والا بھی صابر ہے اور گناہوں سے بچنے والے بھی۔ مصیبتوں میں نہ گھبرانے والے بھی۔ صبر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ یہاں تیسرے معنی مراد ہیں جیسے کہ موقع اور محل سے معلوم ہو رہا ہے۔

۱۔ یعنی رسولوں کے ساتھی کیونکہ رسول گناہ اور اسراف سے معصوم ہوتے ہیں۔ اور ان متقیوں کا اپنے کو گنہگار کہنا تواضعاً" اور انکساراً" تھا۔ لطف جب ہے کہ بندہ اپنے کو گنہگار کہے اور رب اسے ابرار فرمائے۔ ۲۔ تاکہ ہم کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ خیال رہے کہ جہاد میں ثابت قدمی رب تعالیٰ کی خاص عطا سے میسر ہوتی

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

وہ کچھ بھی نہ کہتے تھے سوا اس دعا کے کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ

وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا

اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے کام میں کیں اور ہمارے قدم جما دے ۲ اور ہمیں

عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿۱۴۷﴾ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا

ان کافروں پر مدد دے ۳ تو اللہ نے انہیں دنیا کا انعام دیا ۴

وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۴۸﴾ ع

اور آخرت کے ثواب کی خوبی۔ اور نیکی والے اللہ کو پیارے ہیں ۵

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا

اے ایمان والو اگر تم کافروں کے کہے پر چلے ۶

يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ

تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دیں گے پھر ٹوٹا کھا کے پلٹ جاؤ گے ۷ بلکہ

اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِي فِي

اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ۸ کوئی دم جاتا

قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ

ہے ۹ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ

جس پر اس نے کوئی سمجھ نہ اتاری اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا برا

مَثْوَى الظَّالِمِينَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ

ٹھکانا ناانصافوں کا اور بیشک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ ۱۰

إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ

جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم

ہے۔ یہ اسباب اور تعداد پر موقوف نہیں ۳۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جہاد کے وقت دعا مانگنی چاہیے۔ کیونکہ جہاد بھی نماز روزے کی طرح عبادت ہے۔ جس کے ساتھ دعا بہتر ہے دوسرے یہ کہ دعا سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے جیسے حمد الٰہی اور درود شریف پڑھنا کہ یہ سب دعا کے آداب ہیں' تیسرے یہ کہ جہاد میں اپنے سامان اور فوج کی تعداد پر بھروسہ نہ کرے رب کے کرم پر کرے۔ چوتھے یہ کہ کوئی نیک کار اپنی نیکی پر پھول نہ جائے۔ رب کو بھول نہ جائے۔ ۴۔ دنیا کا ثواب فتح و ظفر ہے اور آخرت کا ثواب جنت اور گناہوں کی معافی وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ آخرت کا ثواب دنیا کے انعام سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی لئے وہاں لفظ حُسن زیادہ فرمایا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی خدمت کرنے والے کو دنیا بھی ملتی ہے ۵۔ کیا لطف کی بات ہے کہ وہ اپنے کو مذنبین کہتے ہیں اور رب انہیں محسنین فرماتا ہے۔ گویا اپنی عجز و گنہگاری کا اقرار اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ ۶۔ اس آیت سے وہ اطاعت خارج ہے جو کافر بادشاہ کی مسلمان رعایا کرتی ہے کہ وہ دینی اطاعت نہیں اور دنیاوی اطاعت بھی خوشی سے نہیں مجبوراً ہے۔ خیال رہے کہ کافروں سے سارے کافر مراد ہیں خواہ مشرکین ہوں یا یہود و نصاریٰ خواہ ان کے خوشامدی منافق۔ ۷۔ یہ آیت بہت عبرتناک ہے۔ وہ صحابہ کرام جو تمام امت سے افضل و اعلیٰ ہیں' جب انہیں یہ فرمایا گیا تو ہم کس شمار میں ہیں۔ کوئی شخص اپنے ایمان کو لازوال سمجھ کر کفار کی صحبت اختیار نہ کرے۔ آدم علیہ السلام نبی تھے اور جنت جیسے محفوظ مقام میں رہتے تھے۔ جب ابلیس نے انہیں بھی دھوکا دے دیا تو ہم معصوم نہیں اور دنیا جگہ محفوظ نہیں۔ مسلمان پر فرض ہے کہ کافر سے علیحدگی اختیار کرے اور ان کی رائے، مشورہ پر اندھا دھند عمل نہ کرے ورنہ دھوکا کھائے گا۔ ۸۔ لہٰذا تم اس کی اطاعت کرو۔ ہر ایک اپنے مولیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو تم اس کی اطاعت کیوں نہ کرو ۹۔ اس آیت میں غیب کی خبر ہے۔ جب ابوسفیان جنگ احد کے بعد واپس ہوئے تو راستہ میں خیال کیا کہ کیوں لوٹ آئے۔ سب مسلمانوں کو ختم کیوں نہ کر دیا' یہ اچھا موقعہ تھا۔ واپس ہونے پر آمادہ ہوئے کہ قدرتی طور پر ان تمام کے دلوں میں مسلمانوں کا ایسا رعب طاری ہوا کہ مکہ چلے گئے۔ رب کا وعدہ سچا ہے۔ مسلمان سچے رہیں تو قیامت تک ان کا رعب کفار کے دل میں رہے گا۔ ہمارے برے کرتوت سے ہماری ہوا خیزی ہوتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۱۰۔ یعنی رب نے جو تم سے فتح کا وعدہ کیا تھا کہ فرمایا تھا کہ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ اور فرمایا تھا۔ إِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وہ وعدہ احد میں پورا ہو چکا تھا کہ تم کفار پر غالب آ چکے تھے۔ پھر تم نے غنیمت حاصل کرنے کے لئے احد کا درہ چھوڑ دیا جس سے کفار لوٹ پڑے اور فتح شکست سے بدل گئی۔ یہ شکست تمہاری اپنی غلطی سے ہوئی۔

فِی الْاَمْرِ وَ عَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَؕ

میں جھگڑا ڈالا۱ اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تھا تمہاری خوشی کی بات ۲

مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ

تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا۳

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَكُمْۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْؕ

پھر تمہارا منہ ان سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے اور بے شک اس نے تمہیں معاف کر

وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ (۱۵۲) اِذْ تُصْعِدُوْنَ

دیا۴ اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے

وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ فِیْۤ

اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے۵ اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں

اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى

پکار رہے تھے۶ تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا۷ اور معافی اس لئے سنائی کہ جو ہاتھ سے

مَا فَاتَكُمْ وَ لَا مَاۤ اَصَابَكُمْؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۱۵۳)

گیا۸ اور جو افتاد پڑی اس کا رنج نہ کرو اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۹

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا

پھر تم پر غم کے بعد چین کی نیند اتاری۱۰ کہ تمہاری ایک

یَّغْشٰى طَآىٕفَةً مِّنْكُمْۙ وَ طَآىٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ

جماعت کو گھیرے تھی۱۱ اور ایک گروہ کو اپنی جان کی

اَنْفُسُهُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِؕ

پڑی تھی اللہ پر بے جا گمان کرتے تھے۱۲ جاہلیت کے سے گمان

یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍؕ قُلْ اِنَّ

کہتے کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے۱۳ تم فرما دو

۱۔ بزدلی اس طرح کہ مال غنیمت کی طرف راغب ہو گئے اور محبت مال بزدلی کا ذریعہ ہے اور جھگڑا اس طرح کیا کہ تمہارے سردار عبداللہ بن جبیر نے تم کو بہت منع کیا کہ درہ نہ چھوڑو۔ تم نے ان کی بات نہ مانی اور ان کی مخالفت کرتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئے حالانکہ امیر کی اطاعت واجب ہے۔ ۲۔ یعنی کفار کا بھاگ جانا اور تمہارا غالب آ جانا۔ کیونکہ جنگ احد میں پہلے کفار بھاگ چکے تھے مگر احد کا درہ خالی ہونے سے دوبارہ لوٹے جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ ۳۔ یعنی جو مرکز چھوڑ کر غنیمت لینے چلے گئے۔ وہ طالب دنیا تھے جیسے عبداللہ ابن جبیر کے ساتھی جو درہ احد پر تاکہ روکنے کھڑے کئے گئے تھے اور جو مرکز سے نہ ہٹے اور اپنے امیر ابن جبیر کے ساتھ ڈٹے رہے اور شہید ہو گئے وہ طالب آخرت تھے۔ خیال ہے کہ یہاں دنیا سے مراد وہ دنیا نہیں جو دین کے مقابل ہو وہ مذموم ہے بلکہ اگر غنیمت حاصل کرنا غلط طریقہ سے ہو تو وہ دنیا ہے اور قانونی طور پر ہو تو دین ہے جہاد کار کن ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ احد کی جنگ میں جن مومنوں کے قدم اکھڑ گئے ان کی معافی ہو گئی اب جو ان کے اس واقعہ کو ان کی توہین کی نیت سے بیان کرے وہ بے ایمان ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا گندم کھا لینا معاف ہو چکا۔ اب جو ان پر طعن کرے وہ کافر ہے بلکہ جس قصور کی معافی کا رب اعلان فرما دے وہ ہماری اطاعتوں سے بہتر ہے جن کی قبولیت کا کوئی یقین نہیں ۵۔ جنگ احد میں جب کفار پیچھے سے آ پڑے تو مسلمان گھبرا کر بھاگ پڑے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اور کچھ صحابہ کرام اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اس جماعت سے آوازیں دی جا رہی تھیں کہ اللہ کے بندو ادھر آؤ مگر گھبراہٹ اور شور میں یہ لوگ یہ نہ سن سکے۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ احد میں حقیقۃً مسلمانوں کو شکست نہیں ہوئی کیونکہ سردار کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا شکست مانا جاتا ہے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صحابہ کا فعل حضور کا فعل ہے کہ پکارنے والے صحابہ تھے مگر فرمایا گیا کہ تم کو رسول پکار رہے تھے۔ دوسرے یہ کہ جن آیتوں میں فرمایا گیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو' وہاں پکارنے سے مراد پوجنا ہے ورنہ مصیبت کے وقت کسی بندے کو مدد کے لئے پکارنا جائز ہے کہ اس آفت میں مسلمانوں کو مدد کے لئے پکارا گیا ۷۔ یعنی تم نے جو ہمارے نبی کو غم پہنچایا اس کے بدلے میں تم کو ہزیمت کا غم دیا گیا۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کبھی بعض لوگوں کی غلطی سب کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے۔ کیونکہ درہ چھوڑنے والے صحابہ کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے سب کو یہ ہزیمت ہوئی۔ دوسرے یہ کہ اللہ اپنے پیاروں کی معمولی سی خطا پر پکڑ فرما لیتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی معمولی سی خطا پر عتاب آ گیا۔ تیسرے یہ کہ عتاب اور دنیاوی تکلیف ان کی خطا کا کفارہ بن جاتا ہے۔ آخرت میں ان کا معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ ۸۔ یعنی اس معافی کے اعلان نے تمہارے دل کے زخموں کے لئے مرہم کا کام دیا کہ تم اس خوشی میں شہید ہونے' زخمی ہونے وغیرہ کے تمام غم بھول گئے۔ ۹۔ یعنی تمہارے عملوں اور نیتوں کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ ہٹ جانے والوں کی نیت خراب نہ تھی غلطی فہمی ہوئی ۱۰۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہوا کہ جنگ احد میں اس قدر پریشانی کے باوجود صحابہ پر نیند ایسی غالب تھی' کہ ان کے ہاتھ سے ہتھیار گر جاتے تھے۔ یہ سکینہ کا نزول تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مصیبت کے وقت قدرتی سکون و چین عطا فرماتا ہے۔ اب بھی اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ۱۱۔ اس دن نیند مومن اور منافق میں فارق تھی۔ جو اونگھ رہے تھے وہ مومن تھے کیونکہ ان کے دل اللہ کے فضل سے

(بقیہ صفحہ ۱۰۹) مطمئن تھے اور جو پریشان تھے وہ منافق تھے کیونکہ ان پر سکینہ کا نزول نہ ہوا تھا ۱۲۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور اب دین اسلام ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد نہ کرے گا۔ ۱۳۔ یہ استفہام انکاری ہے یعنی ہم مجبوراً "جنگ احد میں آئے اگر ہمارا اختیار ہوتا تو ہرگز نہ آتے جس کی تفسیر اگلی آیت فرما رہی ہے لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ الخ اس سے معلوم ہوا کہ دینی کام کرنے پر اگر تکلیف پہنچ جائے تو صابر رہنا مومن کی شان ہے اور بے صبری کی بکواس بکنا منافقوں کی پہچان ہے۔

الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ
کہ اختیار تو سارا اللہ کا ہے ۱ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے ۲
لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا
کہتے ہیں ہمارا کچھ بس ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے
هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ
جاتے ۳ تم فرمادو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی جن کا مارا جانا
عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا
لکھا جا چکا تھا اپنی قتل گاہوں تک نکل کر آتے ۴ اور اس لئے کہ اللہ تمہارے
فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ
سینوں کی بات آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے ۵
اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا
اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ۶ بیشک وہ جو تم میں
مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ
سے پھر گئے ۷ جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں ۸ انہیں شیطان ہی نے
الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ
لغزش دی ۹ ان کے بعض اعمال کے باعث ۱۰ اور بیشک اللہ نے انہیں
عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
معاف فرمادیا ۱۱ بے شک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے ۱۲ اے ایمان والو
اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ
ان کافروں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت کہا ہے ۱۳
اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا
جب وہ سفر یا جہاد کو گئے کہ ہمارے

۱۔ ان کے دل میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح کے وعدے غلط ہیں اگر درست ہوتے تو ہم کو یہاں شکست کیوں ہوتی مگر مسلمانوں کے خوف سے یہ کہہ نہ سکتے تھے ۲۔ بکواس عبداللہ ابن ابی منافق نے کی تھی کہ ہم لوگ تو مجبوراً "کفار مکہ سے لڑنے آ گئے تھے۔ نہ آتے تو نہ مارے جاتے ۳۔ کیونکہ جیسے موت کا وقت مقرر ہے ایسے ہی موت کی جگہ بھی متعین ہے۔ جہاں جہاں جیسے جیسے مرنا ہے' وہاں ہی مرے گا ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنگ احد میں شرکت کرنا اور وہاں جنگ کرنا مومنوں کی علامت تھی اور وہاں نہ جانا' یا جا کر چپکے سے لوٹ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھنا مشرکوں اور منافقوں کی نشانی تھی جیسے کہ عبداللہ ابن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس ہو گیا تھا دوسرے یہ کہ آزمائشیں اللہ تعالیٰ کے علم کے لئے نہیں بلکہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے ہوتی ہیں کہ لوگ دھوکا میں نہ رہیں اسی لئے آگے ارشاد ہوا۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کو جنگ میں شکست یا دوسری مصیبتیں کھرے کھوٹے میں فرق کرنے کے لئے آتی ہیں کہ مخلص کون ہے اور منافق کون۔ دوسرے یہ کہ یہ فرق اللہ کے علم کے لئے نہیں ہوتا' وہ تو ہر ایک کے دل کی حالت جانتا ہے' بلکہ مخلوق کے علم کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا مصیبت میں بھی حکمت ہے۔ ۶۔ جنگ احد میں چودہ اصحاب کے سوا جن میں حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے باقی تمام اصحاب کے قدم اکھڑ گئے تھے۔ (خزائن العرفان) ۷۔ اس آیت میں جنگ احد کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس صحابہ کو احد کے درہ پر مقرر فرمایا جن کا سردار عبداللہ ابن جبیر کو مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ جب تک ہم نہ کہیں یہاں سے نہ ہٹنا۔ پہلے حملے ہی میں کفار کے قدم اکھڑ گئے مسلمان غالب آئے۔ تب ان درہ والوں نے کہا کہ چلو ہم بھی غنیمت لوٹیں۔ عبداللہ ابن جبیر نے منع فرمایا مگر یہ لوگ سمجھے کہ فتح ہو چکی اب ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے۔ درہ چھوڑ دیا۔ بھاگتے ہوئے کفار نے درہ کو خالی دیکھا تو پلٹ کر درہ کی راہ سے مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا یہاں اس کا ذکر ہے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صحابہ کرام کا جنگ احد میں بھاگ جانا گناہ نہ تھا کیونکہ رب نے اسے لغزش و خطا فرمایا جو بغیر ارادہ واقع ہو جائے جیسے آدم علیہ السلام کے لئے فرمایا فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ وہی یہاں فرمایا۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے خاص بندوں کو شیطان گمراہ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ مگر دھوکا انہیں بھی دے سکتا ہے۔ لغزش ان سے بھی کرا سکتا ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام سے صادر ہوئی لہٰذا یہ آیت اِنَّ عِبَادِيْ الخ کے خلاف نہیں۔ ۹۔ یعنی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر احد کا درہ جو مرکزی مقام تھا۔ خالی چھوڑ

عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ

پاس ہوتے تو نہ مرتے ۱ اور نہ مارے جاتے اس لئے کہ اللہ ان کے دلوں میں

حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللّٰهُ

اس کا افسوس رکھے ۲ اور اللہ جلاتا اور مارتا ہے ۳ اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١٥٦﴾ وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ

تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور بے شک اگر تم اللہ کی راہ میں مارے

اللّٰهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ

جاؤ یا مرجاؤ ۴ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ان کے سارے دھن

مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿١٥٧﴾ وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى

دولت سے بہتر ہے ۵ اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ تو اللہ کی

اللّٰهِ تُحْشَرُونَ ﴿١٥٨﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ

طرف اٹھنا ہے ۶ تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کیلئے نرم دل ہوئے

وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ

اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي

تو تم انہیں معاف فرماؤ ۷ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے

الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ

مشورہ لو ۸ اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو بیشک توکل والے

يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾ إِن يَنصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا

اللہ کو پیارے ہیں ۹ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب

غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي

نہیں آسکتا ۱ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر

(بقیہ صفحہ ۱۱۰) دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی معمولی غلطی بڑی مصیبت کا باعث بن جاتی ہے۔ ۱۰۔ سبحان اللہ' کیا پیارا اعلان ہے ان بزرگوں کی اس لغزش پر ہماری طاعات قربان۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدقے سے ہمارے گناہوں کی معافی دے (احمد یار) یعنی ان کی لغزش کی بھی معافی دے دی گئی۔ اس اعلان کے بعد جو ان صحابہ پر اس لغزش کا طعن دے وہ بے ایمان ہے۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ احد کا درہ چھوڑنے والوں سے تو یہ خطا ہوئی کہ درہ چھوڑ دیا اور بھاگ جانے والوں سے یہ خطا ہوئی کہ وہ ثابت قدم نہ رہے۔ پہلی خطا کا ذکر بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا میں ہوا اور دوسری خطا کا ذکر تَوَلَّوْا مِنْكُمْ میں اور وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ میں، دونوں خطاؤں کی معافی کا اعلان ہوا۔ ان کے طفیل اللہ مجھ گنہگار کو بھی معافی دے دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی کسی کی خطا کا اثر دوسروں پر پڑ جاتا ہے۔ کہ پہلوں کی خطا دوسروں کی خطا کا ذریعہ بن گئی۔ ۱۲۔ یہاں کفروا سے مراد کھلے کافر ہیں اور ان کے بھائیوں سے مراد منافقین ہیں۔ جو منافق مجبوراً" جہاد میں چلے جاتے تھے اور وہاں مرجاتے یا مارے جاتے تھے ان پر کفار کف افسوس مل کر یہ کہتے تھے۔ یا کفروا سے مراد منافقین ہیں اور ان کے بھائیوں سے مراد وہ مخلص مومن ہیں جو رشتہ میں ان منافقوں کے بھائی برادر تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ منافق اور کھلے کافر ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ کافروں کی سی باتیں بھی منہ سے نہ نکالا کریں۔ صورت' سیرت اعمال میں ان سے ممتاز رہیں۔ بے صبری کے الفاظ منہ سے نہ نکالنا چاہیے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ زیادہ اگر مگر کفار کی علامت ہے۔ مومن رب کی تقدیر پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی رضا پر راضی رہتا ہے۔ یہ علامت ہمیشہ ہی موجود رہے گی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر پر شاکر و صابر نہ ہونے سے غم و تکلیف زیادہ ہوتے ہیں صبر و شکر راحت قلبی کا ذریعہ ہے۔ دنیا میں زیادہ مشغولیت بھی موت کو سخت بنا دیتی ہے۔ اور آخرت سے تعلق موت کو آسان کر دیتا ہے اسی لئے بزرگوں کی موت کو وصال یا عرس کہتے ہیں ۳۔ یعنی حقیقۃً موت و حیات دینے والا رب ہی ہے۔ ہاں مجازاً" کبھی بندوں کی طرف نسبت کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ میں اللہ کے حکم سے مردے جلا دیتا ہوں۔ ۴۔ اللہ کی راہ میں مرنا یہ ہے کہ اللہ کا کام کرتے کرتے موت آ جاوے۔ عبادت کرتے ہوئے ذکر کرتے ہوئے' علمی خدمت کرتے ہوئے مرنا سب اللہ کی راہ میں مرنا ہے اور سب کا نتیجہ مغفرت ہے ۵۔ یعنی کفار کی جمع کی ہوئی تمام دولت سے یہ اللہ کی راہ کی موت بہتر ہے۔ خیال رہے کہ کافر کی کمائی بہتر نہیں اسے بہتر کہا گیا ان کی سمجھ کے لحاظ سے یعنی جس دولت کو وہ اچھی چیز سمجھتے ہیں اس سے یہ بہتر ہے۔ ۶۔ یہاں عبدیت کے تین مقاموں کا ذکر فرمایا گیا۔ بعض لوگ دوزخ کے خوف سے عبادت کرتے ہیں ان کے لئے ارشاد ہوا لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ بعض لوگ جنت کے لالچ سے اطاعت کرتے ہیں۔ ان کے حق میں ارشاد ہوا وَرَحْمَةٌ بعض لوگ محض عشق الٰہی میں اسے پوجتے ہیں۔ ان کے متعلق ارشاد ہوا۔ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ (روح المعانی و خزائن العرفان) ۷۔ سبحان اللہ خود معافی دے کر رب اپنے حبیب سے ان کی سفارش فرما رہا ہے کہ تم بھی انہیں معافی دے دو اور پہلے کی طرح مقرب بارگاہ بنا لو۔ ۸۔ شان نزول۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں اتری کہ آپ ان سے مشورہ فرما لیا کریں حضور فرماتے ہیں کہ مجھے رب نے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مشورہ لینے کا حکم فرمایا۔ (حاکم۔ صواعق

(بقیہ صفحہ ۱۱۱ محرق) اس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات سرکار کے شاندار وزیر ہیں۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دنیا میں اسباب پر عمل اور مشورہ کر لینا سنت ہے دوسرے یہ کہ مشورہ اور اسباب پر عمل توکل کے خلاف نہیں۔ مومن کا اعتماد رب پر ہی ہوتا ہے۔ ان سب پر عمل بھی رب کے حکم سے ہے ۱۰۔ یعنی اگر رب کی مدد چاہتے ہو تو رب پر بھروسہ کرو۔ جب وہ مدد کرے تو سب ایک طرف اور رب ایک طرف۔

۱۔ یعنی اس کے رسوا کر دینے اور چھوڑ دینے کے بعد نہ کہ خود رب تعالیٰ کے بعد ۲۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ توکل کی تین علامتیں ہیں۔ نمبر ۱ بندہ غیر خدا کو اپنا مددگار نہ جانے۔ نمبر ۲ خدا کے سوا کسی کو اپنے رزق کا خازن نہ سمجھے۔ نمبر ۳ خدا کے سوا کسی کو اپنے علم کا مقصود نہ جانے۔ یہ توکل وہ ہے جو بے حساب جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کرم کرے تو اس کے بندے مدد کرتے ہیں۔ بندوں کی مدد رب کی مدد۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ الخ ۴۔ غلول اس خیانت کو کہتے ہیں جو مال غنیمت میں کی جائے۔ شان نزول۔ ایک جنگ میں مال غنیمت میں ایک چادر گم ہو گئی۔ بعض منافقوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے رکھ لی ہو گی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقسیم غنیمت کے بغیر ناجائز طریقہ پر کچھ لینا سخت جرم ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی گناہوں سے معصوم ہیں۔ گناہ اور نبوت میں وہی نسبت ہے جو اندھیرے اور اجالے میں ہے تیسرے یہ کہ نبی پر بدگمانی منافقوں کا کام ہے، کفر ہے۔ چوتھے یہ کہ نبی رب کے ایسے پیارے ہیں کہ رب ان پر سے لوگوں کے اتہام اٹھاتا ہے۔ ان کی صفائی دیتا ہے ۵۔ یعنی نبی تو گرفتاروں کو چھڑوانے والے ہیں اگر وہ خود ہی گرفتار ہوں تو انہیں کون چھڑوائے لہٰذا یہ ناممکن ہے ۶۔ اس طرح کہ نہ ان کی نیکیوں کی جزا میں کمی ہو اور نہ گناہوں کی سزا میں زیادتی کی جاوے۔ نہ بغیر گناہ کے کسی کو سزا دی جاوے ۷۔ جیسے مہاجرین و انصار اور تمام صالح مومنین کہ انہوں نے اپنے عقائد و اعمال درست کر کے رب کو راضی کر لیا۔ ۸۔ جیسے کفار اور منافقین جنہوں نے رب کو ناراض کر لیا۔ یہ جماعتیں برابر نہیں۔ مومن، کافر، منافق مخلص ایک دوسرے سے ممتاز ہیں ۹۔ یعنی ہر ایک کی منزلیں اور مقامات جداگانہ ہیں۔ بروں کے الگ مقام اور اچھوں کے الگ۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے کہ لفظ مَنَّ قرآن شریف میں اور نعمتوں پر ارشاد نہ ہوا۔ وجہ یہ ہے کہ تمام نعمتیں فانی ہیں اور ایمان باقی، یہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اور تمام نعمتوں کو نعمت بنانے والے حضور ہیں۔ اگر ان نعمتوں سے گناہ کئے جائیں تو وہ عذاب بن جاتی ہیں۔ نیز ہاتھ پاؤں وغیرہ رب کے آگے شکایت بھی کریں گے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے۔ لہٰذا حضور نعمت مطلقہ ہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے کسی قوم کسی ملک، کسی وقت سے خاص نہیں۔ کیونکہ یہاں رسول بغیر قید کے مذکور ہوا۔ بعض قرأت میں نفس کے ف کو زبر ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری بہترین نسب شریف میں ہوئی۔ آپ قریشی، ہاشمی، مطلبی ہیں جو تمام نسبوں سے اعلیٰ نسب ہے آپ عربی ہیں جو تمام سے افضل ہیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ پاکی صرف نیکیوں سے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ نیکیاں تو پاکی کے سبب ہیں۔ پاکی نگاہ کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ نیکیاں تخم ہیں اور حضور کی نگاہ کرم رحمت کا پانی۔ بغیر پانی

يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تمہاری مدد کرے ۱ اور مسلمانوں کو ۲ اللہ ہی پر بھروسہ

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۶۰ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ

چاہیے ۳ اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے ۴

يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ

اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو ان

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۱۶۱ اَفَمَنِ اتَّبَعَ

کی کمائی بھرپور دی جائے گی ۵ اور ان پر ظلم نہ ہو گا ۶ تو کیا جو اللہ کی

رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ

مرضی پر چلا ۷ وہ اس جیسا ہو گا جس نے اللہ کا غضب اوڑھا ۸ اور اس

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۶۲ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا بری جگہ پلٹنے کی وہ اللہ کے یہاں درجہ بدرجہ ہیں ۹

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۶۳ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى

اور اللہ ان کے کام دیکھتا ہے بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا ۱۰

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا ۱۱ جو ان پر

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے ۱۲ اور انہیں کتاب و حکمت

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۶۴

سکھاتا ہے ۱۳ اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا

کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے کہ اس سے دونی تم پہنچا چکے ہو ۱۴

النصف

(بقیہ صفحہ ۱۱۲) تخم بیکار ہے جیسے کہ شیطان کی عبادات بیکار ہوئیں لہٰذا کوئی متقی اور ولی حضور سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث بھی ضروری ہے اس لئے کتاب و حکمت دو چیزیں فرمائیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن کی صحیح سمجھ صرف اپنے علم و عقل سے نہیں ہو سکتی بلکہ قرآن سخت ترین علم ہے اسی لئے اس کی تعلیم کے لئے رب نے اپنے رسول کو بھیجا۔ بڑے استاد بڑی کتاب پڑھاتے ہیں' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خود رب نے قرآن سکھایا کہ فرمایا اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ ۱۴۔ یعنی اگر جنگ احد میں تمہارے ستر مسلمان شہید ہو گئے تو اس سے پہلے جنگ بدر میں ان کفار کے ستر آدمی تمہارے ہاتھوں ہلاک اور ستر آدمی گرفتار ہوئے جب وہ اس مصیبت سے نہ گھبرائے اور ایک سال بعد پھر تم پر حملہ آور ہو گئے تو تم کیوں ہمت ہارتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کا حال سنا کر جوش دلانا اچھی چیز ہے۔

قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ یَوْمَىٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِیْمَانِ ۚ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

تو کہنے لگو کہ یہ کہاں سے آئی تم فرما دو کہ وہ تمہاری ہی طرف سے آئی بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ۱ اور وہ مصیبت جو تم پر آئی جس دن دونوں فوجیں ۲ ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی ۳ اور اس لئے کہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور اس لئے کہ پہچان کرا دے ان کی جو منافق ہوئے ۴ اور ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ ۵ بولے اگر ہم لڑائی جانتے ہوتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے وہ اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں ۶ اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ۷ اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا ۸ اور آپ بیٹھ رہے کہ وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے تم فرما دو تو اپنی ہی موت ٹال دو اگر سچے ہو ۹ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ۱۰ ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا ۱۱ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں

ا۔ شَیْءٌ قرآن کریم کی اصطلاح میں معلوم موجود' ممکن کو کہا جاتا ہے خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ میں شیء' بمعنی موجود ہے۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ میں شَیْءٍ بمعنی معلوم ہے۔ ممکن ہو یا واجب یا محال۔ اور عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ میں بمعنی ممکن ہے لہٰذا اس سے امکان کذب کا مسئلہ ثابت کرنا انتہائی حماقت ہے کیونکہ باری تعالیٰ کا کذب محال بالذات ہے اس مسئلہ کی نفیس تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں مطالعہ کرو ۲۔ یعنی احد کے دن جو تمہیں بظاہر شکست ہوئی یہ اللہ کے ارادے سے ہوئی۔ اس میں مصلحت تھی۔ بزرگوں کی خطا بھی رب کے اذن سے ہوتی ہے اور اس میں رب کی حکمت ہوتی ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولین بارگاہ الٰہی کی خطا بھی رب کی طرف سے ہوتی ہے اور اس میں ہزارہا حکمتیں ہوتی ہیں۔ تمام دنیا کا ظہور آدم علیہ السلام کی ایک لغزش کا نتیجہ ہے۔ ان کی لغزشیں بھی ہماری اطاعتوں سے افضل ہیں صحابہ کرام کا احد پہاڑ کے درہ سے ہٹ جانا غلطی تھا۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہمارے اذن سے تھا۔ اس میں وہ مصلحتیں تھیں جو آگے مذکور ہیں ۴۔ یعنی یہ احد کی شکست مومن و منافق کی کسوٹی ہے جو صابر رہے وہ مومن جنہوں نے زبان طعن دراز کی وہ منافق ہیں۔ سبحان اللہ! صحابہ کی خطا بھی مومن کافر کی کسوٹی ہے۔ اب جو بدبخت ان پر زبان طعن دراز کرے وہ منافق ہے اور جس کے دل میں ان کا احترام ہو وہ مومن ہے غرضیکہ یہ شکست تاقیامت مومن اور منافق کی کسوٹی ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ میدان جہاد میں جا کر لڑنا بھی عبادت ہے اور دشمن کے مقابل ڈٹنا تاکہ وہ حملہ آور نہ ہو سکے یہ بھی عبادت ہے اور بلا عذر باوجود ضرورت کے جہاد سے باز رہنا منافقوں کی علامت ہے نیز جھوٹے بہانے بنانا کہ ہم فن جنگ کے ماہر نہیں وغیرہ' سب منافقوں کی علامات ہیں۔ مسلمان کو اس سے پرہیز چاہیے۔ ۶۔ یعنی ایمان تو ان کا زبانی ہے کفر دلی ہے اور زبان سے دل زیادہ قوی ہے۔ بدن سے وہ مسلمانوں کے قریب ہیں دل سے کافروں کے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں قرب بدنی سے قرب روحانی زیادہ قوی ہے۔ ابو جہل دور رہا اور اویس قرنی قریب۔ ۷۔ کیونکہ وہ منہ سے تو یہ کہتے ہیں ہم جنگ کرنا نہیں جانتے لیکن دل میں یہ کہتے ہیں کہ کفار کو اپنا دشمن نہ بناؤ۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں تباہ ہو جانے دو۔ اس قسم کے لوگ ہمیشہ ہی مسلمانوں میں رہے اور رہیں گے ۸۔ یہاں بھائیوں سے مراد نسبی قرابت دار ہیں نہ کہ دینی بھائی۔ کیونکہ شہداء احد مخلص مومن تھے اور یہ لوگ منافق' اور ان منافقوں کی یہ بکواس افسوس کے لئے نہ تھی بلکہ طعنہ کے طور پر تھی۔ وہ تو مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہوتے تھے ۹۔ تفسیر خزائن العرفان میں

(بقیہ صفحہ ۱۱۳) ہے کہ جس دن ابن ابی نے یہ کہا اس دن ستر منافق مرے ۱۰۔ یہاں شہداء کی پانچ صفات بیان ہوئیں۔ وہ کامل زندگی والے ہیں وہ اللہ کے پاس ہیں۔ انہیں روزی ملتی رہتی ہے۔ وہ دنیا اور دنیا والوں کے انجام سے باخبر ہیں۔ جوان' تندرست' آزاد کی زندگی کامل ہے۔ پیٹ کے بچے' نومولود' سوتے ہوئے اور بیمار' قیدی کی زندگی ناقص ہے۔ شہدا کی تمام قوتیں اعلیٰ ہیں اور کامل زندہ ہیں۔ احیاءٌ کی تنوین تعظیمی ہے۔ شہید کی روح زندگی میں مقید ہے مگر بعد شہادت ایک قدم میں مدینہ منورہ پہنچ جاتی ہے۔ ۱۱۔ اگرچہ یہ آیت شہداء احد کے حق میں اتری مگر تاقیامت تمام شہداء کی زندگی ثابت فرما رہی ہے۔ کیونکہ آیت کی عبارت عام ہے

يُرْزَقُونَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

روزی پاتے ہیں ۱ شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا

وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ

اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے ۲

خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۷۰﴾

کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے نہ کچھ غم ۳

يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللّٰهَ

خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ

لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۷۱﴾ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلّٰهِ

اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا ۴ وہ جو اللہ و رسول کے بلانے پر

وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ

حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا ۵ ان کے نکوکاروں ۶

أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۲﴾ الَّذِينَ قَالَ

اور پرہیزگاروں کے لئے بڑا ثواب ہے وہ جن سے لوگوں

لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان

فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿۱۷۳﴾

کا ایمان اور زائد ہوا ۷ اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز

فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ

تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے کہ انہیں کوئی برائی

سُوءٌ ۙ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿۱۷۴﴾

نہ پہنچی ۸ اور اللہ کی خوشی پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

اس میں کوئی قید نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کے جسم و روح دونوں ہی زندہ ہیں اسی لئے ان کے اجسام قبر میں گلنے سے محفوظ رہتے ہیں جس کا بکثرت مشاہدہ ہوا۔ البتہ ان کی حیات ہماری حس سے بالاتر ہے اس لئے ان پر موت کے بعض احکام جاری ہو جاتے ہیں۔ حیات شہداء کی بحث ہماری تفسیر نعیمی پارہ دوم میں ملاحظہ کرو۔

۱۔ یہاں روزی سے مراد صرف روحانی روزی یعنی ثواب قبر نہیں وہ تو تمام مومنوں کو ہوتا ہے بلکہ جنت کے میوے اور وہاں کے عیش مراد ہیں کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور جو چاہے کھاتی پیتی ہیں۔ ۲۔ یعنی جو مومن ابھی تک شہید نہیں ہوئے' آئندہ شہید ہو کر ان کے پاس پہنچنے والے ہیں' ان کے استقبال کی خوشیاں منا رہے ہیں اور ان کے انتظار میں ہیں ۳۔ اس پوری آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک تو شہیدوں کا زندہ ہونا۔ دوسرے یہ کہ وہ شہداء پسماندگان کے خاتمہ کو جانتے ہیں اور اب بھی ان کے حالات سے خبردار ہیں کہ وہ زندہ ہیں' نیکیاں کر رہے ہیں اور آئندہ شہید ہو کر ہم سے ملیں گے۔ ورنہ خوشی کے کیا معنی۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب کسی مسلمان کی بیوی اس سے لڑتی ہے تو جنت سے حور پکارتی ہے کہ اسے مت ستا یہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔ معلوم ہوا کہ حور دور سے سنتی دیکھتی اور ہر ایک کے انجام کو بھی جانتی ہے۔ پھر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا پوچھنا۔ حضور تو اعلم الاولین و الآخرین ہیں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے اجر ضائع و برباد ہیں کیونکہ انہوں نے شرط قبول نہیں کی یعنی ایمان۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شہداء کا ثواب بہت ہے کیونکہ اوروں نے مال' وقت وغیرہ راہ الٰہی میں خرچ کیا۔ اور شہید نے جان دی۔ جان سب سے اعلیٰ ہے تو اس کا ثواب بھی کامل ہے۔ اور خدا تعالیٰ مومن کی نیکی برباد نہیں کرتا۔ نیز معلوم ہوا کہ اس بارگاہ کے بے ادب مومن ہی نہیں معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کفر ہے اور بے ادب کافر' کیونکہ حضور کی آواز پر اونچی آواز کرنے سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں ۵۔ شان نزول جنگ احد کے بعد مدینہ منورہ میں خبر پہنچی کہ ابوسفیان پھر مدینہ پر چڑھائی کرنے آ رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے مقابلہ میں اپنی روانگی کا اعلان فرمایا۔ زخمی صحابہ بھی حضور کے ہمراہ اسی حال میں روانہ ہو گئے۔ آٹھ میل جا کر مقام حمراء الاسد پر پتہ لگا کہ ابوسفیان مرعوب ہو کر مکہ چلے گئے۔ ان صحابہ کی تعریف میں یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا رب کا بلانا ہے اور حضور کے پاس آنا رب کے پاس آنا ہے کیونکہ حضور نے بلایا تھا رب نے فرمایا۔ اِسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۶۔ اس آیت میں من بیانیہ ہے تبعیضیہ نہیں۔ کیونکہ وہ سب صحابہ نیکوکار پرہیزگار ہیں۔ ہاں یہ بتایا گیا کہ اجر کا سبب ان کی پرہیزگاری ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں زیادتی و کمی ہو سکتی ہے۔ مگر

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُۥ فَلَا تَخَافُوهُمْ

وہ تو شیطان ہی ہے لہ کہ اپنے دوستوں سے دھمکاتا ہے تو ان سے نہ ڈرو لہ

وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ

اور مجھ سے ڈرو. اگر ایمان رکھتے ہو اور اے محبوب تم ان کا کچھ غم نہ کرو

يُسَٰرِعُونَ فِى الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْـًٔا ۗ

جو کفر پر دوڑتے ہیں لہ وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے لہ

يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِى الْـَٔاخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ

اور اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھے اور ان کے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَٰنِ

لئے بڑا عذاب ہے ۵ وہ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر مول لیا لہ

لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْـًٔا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ

اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، اور ہرگز کافر اس

الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِى لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا

گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لئے بھلا ہے ہم

نُمْلِى لَهُمْ لِيَزْدَادُوٓا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۱۷۸﴾

تو اسی لئے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں شہ اور ان کیلئے ذلت کا عذاب ہے لہ

مَّا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَآ أَنتُمْ عَلَيْهِ

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو ۵ جب تک

حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ

جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے لہ اور اللہ کی شان یہ

لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِى مِن رُّسُلِهِۦ

نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے لہ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے

(بقیہ صفحہ ۱۱۴) مقدار کی نہیں بلکہ کیفیت کی۔ کیونکہ مقدار جسم میں ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈر اور خوف مومن کا ایمان بڑھاتے ہیں گھٹاتے نہیں اور دنیاوی آفتیں مسلمان کے لئے رحمتیں ہیں۔ ۸۔ شان نزول۔ یہ واقعہ بدر صغریٰ کا ہے جو جنگ سے احد سے ایک سال بعد ۴ھ مقام بدر میں واقع ہوا کہ ابوسفیان نے احد میں کہہ دیا تھا کہ یا رسول اللہ آئندہ بدر میں پھر ہماری آپ کی جنگ ہوگی۔ مسلمان وہاں پہنچ گئے مگر ابوسفیان مرعوب ہو کر وہاں نہ پہنچے بلکہ ابوسفیان نے نعیم ابن مسعود اشجعی سے کہا کہ کسی تدبیر سے مسلمانوں کو بھی بدر میں آنے سے روک دے۔ نعیم نے مدینہ آ کر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو کہا تم وہاں نہ جاؤ ابوسفیان بہت لشکر لے کر آئے ہیں۔ مسلمانوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت ہر شدت کے وقت پڑھنی چاہیے۔ ۹۔ جب صحابہ کرام بدر صغریٰ کے موقعہ پر میدان جنگ میں پہنچے تو وہاں کوئی مقابل نہ پایا۔ اتفاقاً اس کے قریب ہی میں سوق بن کنانہ کا میلہ لگا ہوا تھا جو آٹھ دن رہتا تھا۔ ان حضرات کے پاس جو سامان تھا وہ وہاں لے گئے اور خوب نفع سے فروخت کیا۔ صحیح سلامت اور خوب نفع کما کر مدینہ منورہ واپس ہوئے اس لشکر کا نام جیش السویق رکھا گیا۔ کیونکہ لوگوں نے خوشی میں کہا کہ یہ حضرات ستو کھا کر نفع کما لائے۔ رب کو راضی کر آئے (روح) اس سے معلوم ہوا کہ دینی سفر میں دنیاوی کاروبار کر لینا ممنوع نہیں۔ لہٰذا حاجی سفر حج میں تجارت کر سکتا ہے۔ رب نے اسے نعمت اللہ اور فضل فرمایا۔ ۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شیطان کی پیروی کرے وہ بھی شیطان ہے اور جو اس کی بات مانے وہ شیطان کا دوست ہے۔ شیطان جن و انس دونوں سے بچو۔

۲۔ اس میں قیامت تک کے مسلمانوں کی ہمت افزائی ہے کہ تمام کفار و منافقین ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اگر ان کے دل میں اللہ کا خوف ہو جس کے دل میں رب کا خوف ہو اس سے دنیا ڈرتی ہے وہ دنیا سے نہیں ڈرتا۔ ۳۔ اس میں غیب کی خبر ہے کہ اے پیارے حبیب اگرچہ یہ کفار، منافقین، مرتدین، یہود، عیسائی جمع ہو جاویں لشکر اور پیسہ جمع کریں لیکن آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اللہ آپ کو فتح و نصرت دے گا اور ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ جنگ یرموک میں چالیس ہزار مسلمانوں کے مقابل سات لاکھ عیسائی یہودی تھے۔ مگر فتح مسلمانوں کی ہوئی ۴۔ یعنی رسول اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے۔ بہت جگہ قرآن کریم رب کا ذکر فرماتا ہے اور اس سے مراد رسول ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ اور مراد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۵ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ہمارا اپنا نقصان ہے ان کا نقصان نہیں۔ ہم ان کے حاجت مند ہیں۔ وہ ہم سے بے نیاز ہیں۔ ۶ اس طرح کہ پہلے مسلمان تھا۔ پھر مرتد و کافر ہو گیا۔ یا جو ایمان پر قدرت رکھتے ہوئے مسلمان نہ ہوئے کافر رہے۔ پہلی صورت میں یہ آیت مرتدین کے متعلق ہے دوسری صورت میں منافقین اور کھلے کفار کے متعلق ہے۔ ۷ اس سے معلوم ہوا کہ لمبی عمر جب اچھی ہے کہ نیک اعمال میں گزرے ورنہ عذاب ہے۔ لہٰذا مومن و متقی کی لمبی عمر نعمت ہے۔ کافر فاجر کی لمبی عمر عذاب کیونکہ مومن اس عمر میں نیکیاں بڑھائے گا اور کافر گناہ زیادہ کرے گا۔ اس سے ایک باریک مسئلہ معلوم ہوا۔ وہ یہ کہ جب کفر کی نحوست کی وجہ سے عمر زیادہ اور مال کثیر مل جاتا ہے تو نیک اعمال کی برکت سے ضرور عمر و مال میں برکت ہو سکتی ہے۔ شیطان کو بہکانے کے لئے عمر دراز اور بہت قوت عطا ہوئی ۹ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت اور رسوائی کا عذاب کفار سے خاص ہے۔ قیامت میں رب تعالیٰ گنہگار مسلمانوں کو وہاں کی رسوائی سے

مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَ

جسے چاہا ہے ۵ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور

تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

پرہیز گاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے ۶ اور جو بخل کرتے ہیں ۷

يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا

اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ۸ ہرگز اسے اپنے

لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ

لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

دن ان کے گلے کا طوق ہوگا ۹ اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ

اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ۱۰ بے شک اللہ نے سنا جنہوں

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ

نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ۱۱ اب ہم لکھ رکھیں گے

مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا

ان کا کہا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا ۱۲ اور فرمائیں گے کہ چکھو

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ

آگ کا عذاب یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور

اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ

اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۱۳ وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے

اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا

اقرار کر لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی قربانی کا

(بقیہ صفحہ ۱۱۵) بچائے گا۔ حتیٰ کہ اس کے گناہوں کا حساب بھی خفیہ ہوگا۔ ۵ یعنی اے صحابہ! یہ حال رہے گا نہیں کہ منافق و مومن ملے جلے رہیں بلکہ عنقریب اللہ کے رسول منافقوں کو چھانٹ کر دکھا دیں گے باذن الٰہی۔ اب جو کہے کہ (معاذ اللہ) اکثر صحابہ چھپے ہوئے منافق تھے جو حضور کے بعد خلیفہ بھی بن گئے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ حضور نے وفات سے بہت پہلے مخلص، منافق علیحدہ کر کے دکھا دیئے تھے۔ ۶ اس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان منافقوں کے رسوا فرمانے کی اجازت دیدے گا۔ پھر حضور ان کی پردہ پوشی نہ فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ بھی ہر کافر مومن و منافق کو پہچانتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کا کیا پوچھنا۔ اب جو کہے کہ حضور کو مخلص و منافق کی پہچان نہ تھی وہ اس آیت کا منکر ہے۔ اس آیت کا ظہور اس طرح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں منافقوں کو نام بہ نام پکار کر نکال دیا تھا جس سے ان کا نفاق خوب کھل گیا۔

۷ اس غیب سے وہ غیب مراد ہے جو دلائل سے بھی معلوم نہ ہو سکے جیسے آئندہ واقعات اور ان چیزوں کا علم جو اللہ کا اپنا غیب ہے۔ اس کی تفسیر اس آیت سے ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ ورنہ جو غیب دلائل سے معلوم ہو سکے جیسے اللہ کی ذات و صفات اس پر تو ایمان ضروری۔ رب فرماتا ہے يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ اور بغیر علم ایمان کیسے ہو سکتا ہے۔ ۸ شان نزول۔ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری ساری امت کو پیدائش سے پہلے مجھ پر پیش فرمایا اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون نہیں۔ منافقوں نے اس وعظ شریف کا مذاق اڑایا اور بولے کہ ہم درپردہ کافر ہیں مگر حضور ہم کو مومن سمجھے ہوئے ہیں اور دعویٰ یہ کہ لوگوں کی پیدائش سے پہلے آپ مومن و کافر کو پہچانتے ہیں۔ اس پر حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ ہمارے علم پر طعن کرتے ہیں۔ اچھا آج سے قیامت تک ہونے والے واقعات میں سے جو چاہو پوچھ لو۔ عبداللہ ابن حذافہ سہمی نے عرض کیا کہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم اللہ کے رب ہونے، آپ کے نبی ہونے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں۔ تب حضور نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ اس قسم کے طعنوں سے کیا باز رہو گے۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے ہر واقعہ کی خبر دی اور اپنے خاص غیب پر مطلع فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے علم پر اعتراض کرنا منافقوں کا کام ہے تیسرے یہ کہ حضور کو ایسی پوشیدہ باتوں کی بھی خبر ہے جس کی خبر دوسروں کو نہیں ہوتی۔ حذافہ کا عبداللہ کا باپ ہونا یہ وہ پوشیدہ خبر ہے جس کی خبر سوا ان کی ماں کے کسی کو نہیں مگر آپ اسے بھی جانتے ہیں ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تمام رسولوں پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے علم غیب کا انکار کر کے حضور پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنا قابل قبول نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ حضور کے تمام اوصاف حمیدہ کو مانے۔ کیونکہ ان منافقوں نے حضور کے علم غیب کا انکار کیا تو ارشاد ہوا کہ اللہ رسول پر ایمان لاؤ تیسرے یہ کہ ایمان کے ساتھ تقویٰ بھی ضروری ہے۔ کوئی مومن کسی درجہ پر پہنچ کر اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ۳۔ حقوق کا ادا نہ کرنا بخل ہے خواہ انسانوں کا حق ادا نہ کرے، یا شریعت کا، یا اللہ تعالیٰ کا۔ لہٰذا زکوٰۃ دینے والا۔ اپنے حاجت مند ماں باپ بچوں اہل قرابت پر خرچ نہ کرنے والے

(بقیہ صفحہ ۱۱۶) بخیل ہے۔ ۷ اس سے معلوم ہوا کہ بخل صرف مال کا ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ علم میں بھی ہوتا ہے کیونکہ ما عام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے جو ملا ہے رب تعالیٰ کے فضل سے ملا اپنے استحقاق سے نہیں ملا ۵ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ مال سانپ بن کر قیامت میں مالک کے گلے میں پڑے گا اور یہ کہہ کر اسے ڈستا جاوے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں (خزائن) ۶ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کے باوجود رب کی نعمتیں ملنا رب کا عذاب ہے کہ یہ شہد میں زہر ہے اور گناہ یا خطا پر فوراً عتاب یا پکڑ ہو جانا رب کی رحمت ہے کہ انسان جلد توبہ کر لیتا ہے ۷ شان نزول۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ کون ہے جو رب تعالیٰ کو اچھا قرض دے تو یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگ رہا ہے تو ہم غنی ہوئے اور اللہ تعالیٰ فقیر' اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۸ یعنی یہ یہود آج کے مجرم نہیں بڑے پرانے پاپی ہیں۔ سب جرموں میں گرفتار ہوں گے ۹ اس طرح کہ بغیر جرم کسی کو سزا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے چھوٹے بچے جو لڑکپن میں فوت ہو جاویں وہ دوزخی نہیں۔ کیونکہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا اور رب بغیر جرم دوزخ نہیں دیتا۔

ا۔ شان نزول۔ یہود کہتے ہیں کہ توریت شریف میں ہم کو یہ حکم ہے کہ ہم اس نبی پر ایمان لاویں جو اپنے دعوٰی کے ثبوت میں ایک جانور ذبح کرے اور اس کا گوشت غیبی آگ آسمان سے اتر کر جلا جاوے چونکہ آپ یہ معجزہ نہ لائے اس لئے ہم آپ پر ایمان نہیں لاتے۔ ان کے رد میں یہ آیت اتری ۲۔ یعنی سارے رسول معجزات لائے قربانی کے سوا کیونکہ قربانی کا ذکر تو آگے آ رہا ہے ۳۔ یعنی ان میں سے بعض نے قربانی کا معجزہ بھی دکھا دیا۔ جیسے زکریا اور یحیٰی علیہما السلام۔ انہیں یہود نے قتل کیا۔ ۴۔ یعنی اے یہودیو! اگر تم ان انبیاء پر ضرور ایمان لاتے ہو جو قربانی پیش کر کے دکھا دیں تو تم نے قربانی دکھانے والے نبیوں زکریا و یحیٰی علیہما السلام وغیرہ کو قتل کیوں کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ تم صرف بہانے بناتے ہو۔ خیال رہے کہ اگرچہ ان گزشتہ نبیوں کو پچھلے یہود نے شہید کیا تھا مگر چونکہ یہ موجودہ یہودی ان کے حمایتی تھے اس لئے ان کے قتل کا ذمہ دار انہیں بھی بنایا گیا۔ ۵۔ تو جیسے ان حضرات نے ان کے جھٹلانے پر صبر فرمایا آپ بھی صبر فرمائیں خیال رہے کہ حضور کے صبر کی مثال ملنا غیر ممکن ہے۔ کفار مکہ کے ہاتھوں عمر بھر ایذائیں پہنچیں مگر فتح مکہ میں سب کو معافی دے دی ۶۔ خیال رہے کہ صحیفہ مثل رسالہ کے ہوتا تھا جو رب کی طرف سے آتا تھا۔ اس میں عبادات کا طریقہ اور کچھ احکام ہوتے تھے۔ کتاب باقاعدہ پوری کتاب۔ ربانی صحیفے کل سو اترے۔ کتابیں کل چار اتریں یہاں کتاب سے مراد توریت و انجیل ہے۔ ۷۔ یعنی انسان ہوں یا جن یا فرشتہ۔ غرضیکہ اللہ کے سوا ہر زندہ کو موت آنی ہے اور ہر چیز فانی ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں جو بعض گناہوں پر عذاب اور بعض نیکیوں پر رب کی رحمت آ جاتی ہے یہ اس کا حقیقی بدلہ نہیں یہاں مجرم کو سزا ایسی ہے جیسے مقدمہ سے پہلے ملزم کو حوالات اور نیک کار کو رحمت ایسی ہے جیسے ملازم سرکار کو بھتہ۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی زندگی وہ ہے جو دنیا کے جھگڑوں میں گزار دی جائے۔ وہ نرا دھوکا ہے۔ اولیاء صالحین کی زندگی دنیاوی ہوتی ہی نہیں۔ وہ آخرت کمانے میں خرچ ہوتی ہے لہٰذا وہ دھوکا نہیں' نہ اسے فنا ہے وہ ابدالآباد تک باقی ہے۔ ۱۰۔ جیسے زکوٰۃ و جہاد کا فرض ہونا اور دنیا میں آفات جان و مال پر آنا۔ پہلے سے اس لئے اطلاع دے دی گئی تاکہ یہ چیزیں آسان ہو جاویں ۱۱۔ جیسے بے جا طعن و تشنیع اور بہتان لگانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے کافر مسلمانوں کے

بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ

حکم نہ لائے جسے آگ کھائے تم فرما دو مجھ سے پہلے بہت رسول کھلی نشانیاں

قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ

اور یہ حکم لے کر آئے جو تم کہتے ہو تو پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ

اگر سچے ہو تو اے محبوب اگر وہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ

تو تم سے اگلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے جو صاف نشانیاں اور صحیفے اور

الْمُنِیْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ

چمکتی کتاب لے کر آئے تھے ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو

اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ

قیامت ہی کو پورے ملیں گے تو جو آگ سے بچا کر جنت میں

وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ

داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی

اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِیْۤ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ

دھوکے کا مال ہے بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

میں اور بے شک ضرور تم اگلے کتاب والوں

وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِیْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا

اور مشرکوں سے بہت کچھ برا سنو گے اور اگر تم صبر کرو

وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ وَاِذْ

اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے اور یاد کرو

(بقیہ صفحہ ۱۱۷) دشمن ہیں۔ ۱۲۔ اگر اس کے یہ معنی ہوں کہ ان پر جہاد نہ کرو صبر سے ان کی ایذائیں برداشت کرتے رہو تو یہ آیت جہاد کی آیات سے منسوخ ہے اور اگر یہ معنی ہوں کہ تم بدلہ میں اہل کتاب کے پیغمبروں کو برا نہ کہو' بلکہ ان کا احترام ہی کرو تو یہ آیت محکم ہے۔ کسی کافر کا بدلہ لینے کے لئے بزرگوں کی توہین نہ کی جائے کیونکہ وہ پیغمبر ہمارے بھی رسول ہیں۔ ہمارا ان پر ایمان ہے۔

۱۔ اہل کتاب کے علماء سے یہ خصوصی عہد لیا گیا تھا یا تو میثاق کے دن یا توریت میں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ عہد میثاق کے دن ہی لیا گیا ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے

أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ

جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی لہ کہ تم ضرور اسے

لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ

لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک

وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کئے ٹہ تو کتنی بری خریداری ہے ٹہ

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ أَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ

ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں

أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ

کہ بے کئے ان کی تعریف ہو ٹہ ایسوں کو ہرگز عذاب سے

مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

دور نہ جاننا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ٹہ اور اللہ ہی کیلئے ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ٹہ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش ٹہ اور رات اور دن کی باہم

وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ

بدلیوں میں نشانیاں ٹہ ہیں عقل مندوں کیلئے جو اللہ کی یاد کرتے

اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ

ہیں ٹہ کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ٹہ اور آسمانوں

فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ

اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ

ایک یہ کہ دین بیچ کر جتنی دولت بھی وصول کی جاوے وہ تھوڑی ہے وہ خالص دنیا ہے اور دنیا کتنی بھی زیادہ ہو قلیل ہے۔ دوسرے یہ کہ روپیہ لے کر احکام شرعی چھپانا، بدلنا یہ آیات الٰہی کو بیچنا ہے۔ قرآن چھاپ کر فروخت کرنا' تعلیم قرآن پر اجرت لینا' امامت مدرسی پر تنخواہ لینا یہ اس میں داخل نہیں ورنہ علماء متاخرین اسے جائز نہ کہتے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی مسئلہ چھپانا حرام ہے۔ علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائیں بلکہ انہیں چاہیے کہ اپنا لباس اپنی وضع علماء کی سی رکھیں تا کہ لوگ انہیں عالم سمجھ کر مسائل دریافت کر لیں۔ عالم کا غیر عالم کے لباس میں رہنا بہتر نہیں کہ خطرہ ہے کہ یہ بھی علم چھپانے میں داخل ہو جاوے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ بزدلوں کو خان بہادر کا' اور جاہلوں کو شمس العلماء کا خطاب دینا اور ان خطاب یافتہ لوگوں کا اس پر خوش ہونا طریقہ کفار ہے۔ اسی طرح بے علم لوگوں کا مولوی عالم، مولوی فاضل بن جانا اور اس کی ڈگری پر خوش ہونا طریقہ جہال ہے۔ کیونکہ آج کل بعض جاہل تدبیر کر کے مولوی فاضل وغیرہ کی ڈگریاں حاصل کر لیتے ہیں۔ ۵۔ یہ وعید ان کفار کے لئے ہے جو لوگوں کو گمراہ کرنے یا گمراہ رکھنے پر خوش ہوتے ہیں اور اپنی تعریف چاہتے ہیں۔ ۶۔ یہ حصر حقیقی ملکیت کے لحاظ سے ہے یعنی حقیقی مالک' بادشاہ رب ہی ہے دوسرے اس کی عطا سے مجازی طور پر بادشاہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب' مدد' حسیب ہونے کے متعلق جو حصر کی آیات آئی ہیں ان سے بھی حقیقی معنی ہی مراد ہیں جیسے لَا يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا اور وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت بیدار ہو کر آسمان پر نظر فرما کر یہ آیت کریمہ میعاد تک پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس پر افسوس ہے جو یہ آیات پڑھے اور آسمان و زمین کی حکمتوں پر غور نہ کرے۔ لہٰذا علم جغرافیہ و سائنس حاصل کرنا بھی ثواب ہے بشرطیکہ یہ علوم اسلامی عقائد کے مؤید ہوں۔ ۸۔ کہ ان کو دیکھ کر رب کی وحدانیت اس کے علم و قدرت معلوم کریں اور یقین کریں کہ قوموں کا بھی یہی حال ہے کبھی کوئی قوم عروج پر اور کبھی دوسری۔ اس عروج پر فخر نہ کریں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقلمند وہ ہے جو اپنی زندگی اللہ کی یاد میں گزارے اگرچہ دنیا زیادہ نہ کمائے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر ہر حال میں چاہیے۔ اسی لئے ذکر اللہ کے لئے وضو وغیرہ کی قید بھی نہیں لگائی۔ کیونکہ مرتے وقت کس کا وضو ہوتا ہے مگر کلمہ پڑھ کر مرتے ہیں۔

هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ

بے کار ۱ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے ۲ اے رب

إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا

ہمارے بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے ضرور تو نے رسوائی دی اور

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۳ اے رب ہمارے ہم نے ایک منادی

مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ أَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ

کو سنا ۴ کہ ایمان کے لئے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم

فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا

ایمان لائے ۵ اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں

سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا

محو فرمادے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر ۶ اے رب ہمارے اور ہمیں دے وہ

وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت ۷ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا

إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ

نہ کر بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا ۸ تو ان کی دعا سن لی

رَبُّهُمْ أَنِّيْ لَآ أُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ

ان کے رب نے ۹ کہ میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا ۱۰

ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو ۱۱ تو وہ جنہوں نے ہجرت کی

وَأُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ

اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے رب کی حمد کرنا اور اللہ کو رَبَّنَا کہہ کر پکارنا اور بار بار رَبَّنَا یا سُبْحٰنَكَ عرض کرنا بفضلہ تعالیٰ دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے ۲۔ اس سے پتہ لگا کہ جو ظالم یعنی کافر نہ ہو اس کے مددگار اللہ کی طرف سے بہت ہیں۔ چنانچہ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مددگار نہ ہونا کافر کا عذاب ہے جس سے مسلمان محفوظ ہے۔ کافر بے یار و مددگار ہے۔ مسلمان کے مددگار اللہ' رسول' صالح مومنین' اولیاء' ملائکہ سب ہیں۔ ماشاء اللہ۔ اور فرماتا ہے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ یعنی اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں ۳۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا کو۔ معلوم ہوا کہ دین کے علماء کی تبلیغ ان کی آوازیں بالواسطہ حضور ہی کی تبلیغ اور حضور ہی کی ندا ہے کہ ان کی بات سننا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سننا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم سب کا ایمان حضور کی ندا کی برکت سے ہے ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ مسلمان اپنے کو گنہگار سمجھے مگر کافر نہ سمجھے۔ اپنے کفر کا اقرار بھی کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنے ایمان کے وسیلہ سے دعا کرنی چاہیے۔ جب اپنے ایمان کا وسیلہ بنانا درست ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا بھی بالکل صحیح ہے۔ ۵۔ یعنی ہم مرتے وقت نیکوں کے زمرہ میں ہوں۔ نیکی کرتے کرتے مریں۔ یا جب دنیا سے نیک اٹھ جاویں' بد ہی رہ جاویں تو ہمیں بھی موت عطا فرمادے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ آخر زمانہ میں مومنین اٹھ جائیں گے ۶۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا وعدہ درحقیقت رب کا وعدہ ہے جس کے پورا فرمانے کے لئے رب سے عرض کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنتی ہونے کا وعدہ فرمالیں۔ وہ یقیناً جنتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا میں پیغمبر کے وعدے کا حوالہ دیا جاوے تاکہ قبول سے قریب تر ہو جاوے۔ لہٰذا رات کے آخری حصہ میں دعا قبول ہونے کا مصطفوی وعدہ ہے۔ تہجد میں اس کے حوالہ سے دعا مانگنی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کی رسوائی بڑا عذاب ہے اللہ اس سے بچائے۔ ۷۔ یعنی ہمیں تیرے وعدہ خلاف ہونے کا خطرہ نہیں۔ خطرہ اپنے متعلق ہے کہ ہم اس وعدہ والوں کے زمرہ میں رہیں یا نہ رہیں۔ اے مولیٰ ہمیں ان میں ہی رکھ ۸۔ خیال رہے کہ دعا میں پانچ بار ربنا کہنے پر قبولیت کی امید قوی ہے کہ ان آیات میں پانچ بار رَبَّنَا فرمایا گیا' اسی پر قبولیت کا وعدہ ہوا۔ ۹۔ یعنی مسلمانوں کے عمل ضائع نہیں فرماتا۔ اس لئے یہاں مِنْكُمْ فرمایا گیا کافروں کے عمل نیک برباد ہیں۔ برے عمل برقرار ہوں گے۔ ہاں بعض گناہ ایسے بھی ہیں جن سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ مگر اس صورت میں رب نے برباد نہ فرمائیں بلکہ بندے نے خود برباد کر لیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ احکام کی آیتوں میں خطاب مردوں سے ہے مگر عورتیں بھی ان میں شامل ہیں کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ تم مرد عورتیں آپس میں ایک ہو۔ لہٰذا احکام اور ان کی جزا ثواب تم سب کو شامل ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس عرض پر نازل ہوئی کہ میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر نہیں سنتی۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

ا۔ معلوم ہوا کہ جہاد یا شہادت گناہوں کا کفارہ ہے مگر حقوق کا کفارہ نہیں کیونکہ سَیِّاٰتِ گناہ صغائر کو کہتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔ اور فرماتا ہے۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ خیال رہے کہ فِیْ سَبِیْلِیْ کا تعلق گزشتہ تین چیزوں سے ہے۔ یعنی ہجرت کرنا۔ گھر سے نکالا جانا۔ ایذا دیا جانا۔ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہو تب یہ وعدہ ہے۔ ۲۔ اس میں فرمایا گیا کہ رب کی عطا تمہارے اعمال کے لائق نہ ہو گی بلکہ ہماری شان کریمہ کے مطابق ہو گی لہٰذا وہ ثواب تمہارے خیال و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ ۳۔ یعنی تم کافروں کی آزادی اور مال داری سے یہ نہ سمجھو کہ کافر اللہ کے مقبول ہیں ورنہ انہیں دنیا کی نعمتیں کیوں ملیں۔

وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ

اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا

لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں

ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ

اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب

الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی

ہے اے سننے والے کافروں کا شہروں میں اہلے گہلے پھرنا ہرگز تجھے

الْبِلَادِؕ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُؕ وَ

دھوکا نہ دے تھوڑا برتنا ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور

بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

کیا ہی برا بچھونا لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کیلئے

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ

اللہ کی طرف کی مہمانی اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں

لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ

کے لئے سب سے بھلا اور بے شک کچھ کتابی ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان

بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ

لاتے ہیں اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا ان کے دل اللہ

لِلّٰهِۙ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًاؕ اُولٰٓىٕكَ

کے حضور جھکے ہوئے اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے یہ وہ ہیں

دولہا کی نچھاور عالم لوگ لوٹتے ہیں۔ مومن دولہا ہے۔ یہ دنیا اس کی نچھاور ہے جسے کفار برت رہے ہیں۔ اس لئے جب مومن نہ رہیں گے تو قیامت آجاوے گی۔ ۴۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ مسلمانوں کی اس عرض کرنے پر نازل ہوئی کہ کفار عیش میں ہیں اور ہم تنگی میں۔ انہیں بتایا یہ گیا کہ کفار کا یہ عیش مٹھائی میں زہر ہے۔ اس سے دھوکہ نہ کھاؤ ۵۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جنتیوں کی ہمیشہ ایسی خاطر تواضع کی جاوے گی۔ جیسی مہمان کی ہوتی ہے کہ میزبان اس میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا۔ ہم بھی تمہاری خاطر میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جنتی اپنی جنت کے مالک نہ ہوں گے صرف مہمان کی حیثیت رکھیں گے۔ لَهُمْ جَنّٰتٌ کے لام سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتی جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مالک ہوں گے۔ لام ملکیت کا ہے۔ ۶۔ یعنی آخرت کی نعمتیں جو نیکوں کو ملیں گی وہ دنیا کی نعمتوں سے کہیں بہتر ہیں کہ وہ باقی ہیں اور یہ فانی۔ یا یہ مطلب ہے کہ نیکوں کی نیکیاں جو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جاویں وہ تمام دنیا سے افضل ہیں۔ خیال رہے کہ مقبول اعمال اللہ کے پاس رہتے ہیں۔ مردود اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقۃً اللہ پر ایمان لانے والا وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے۔ کیونکہ سارے اہل کتاب اللہ کو مانتے تھے مگر فرمایا کہ ان میں سے بعض اللہ کو مانتے ہیں ان سے مراد سیدنا عبداللہ ابن سلام، کعب احبار وغیرہ رضی اللہ عنہم وہ حضرات ہیں جو پہلے یہود کے بڑے عالم تھے۔ ۸۔ شان نزول۔ بادشاہ حبشہ نجاشی یعنی اصحمہ کا حبشہ میں انتقال ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کی خبر صحابہ کو دی اور فرمایا کہ چلو ان پر نماز پڑھیں۔ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ حبشہ کی زمین اور نجاشی کی میت آپ کے سامنے تھیں۔ حضور نے نماز جنازہ پڑھی۔ منافقوں نے طعنہ دیا کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں جسے کبھی دیکھا بھی نہیں۔ اس پر یہ آیت اتری معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز کی شرط یہ ہے کہ میت امام کے سامنے ہو۔

النصف

ا۔ کہ ساری مخلوق کا حساب چند گھنٹوں میں فرمالے گا۔ مگر اس کے باوجود قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے۔ باقی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی اور اظہار عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گی۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب

الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا

کرنے والا ہے ۱؂ اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے

وَرَابِطُوْا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو ۲؂ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو ۳؂

اٰيَاتُهَا ۱۷۶ | سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ ۹۲ | رُكُوْعَاتُهَا ۲۴

سورۃ نساء مدنی ہے اس میں ۱۷۶ آیات ہیں اور ۲۴ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو ۱؂ جس نے تمہیں ایک جان سے

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا

پیدا کیا ۲؂ اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا ۳؂ اور ان دونوں سے

رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ

بہت مرد و عورت پھیلا دیئے ۵؂ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو ۶؂

بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾

اور رشتوں کا لحاظ رکھو ۷؂ بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ

اور یتیموں کو ان کے مال دو ۸؂ اور ستھرے کے بدلے گندا

بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ

نہ لو ۹؂ اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ ۱۰؂

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ملک کی سرحد پر رہنا بھی عبادت ہے کیونکہ وہاں کفار کا ہروقت خطرہ رہتا ہے اس لئے وہاں ہر شخص جہاد کے لئے ہروقت تیار رہتا ہے۔ اور تیاری جہاد' جہاد کی طرح عبادت ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ کافر تو ایمان لے آئیں اور مومن گناہ چھوڑ کر نیکی اختیار کریں۔ تقویٰ کی بہت ہی قسمیں ہیں۔ اور ناس میں مومن و کافر سب داخل ہیں۔ جنات سے خطاب نہیں۔ ۴۔ یعنی سارے انسانوں کو حضرت آدم و حوا سے بطور نسل و ولادت پیدا فرمایا۔ مگر حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم سے بغیر نطفہ بنایا۔ دیکھو انسان کے جسم سے بہت سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں مگر وہ اس کی اولاد نہیں کہلاتے۔ جیسے گھر کے ایک خاندان کی انتہا ایک شخص پر ہوتی ہے۔ ایسے ہی سارے انسانوں کی انتہا ایک انسان پر ہے وہ آدم علیہ السلام ہیں ۵۔ اس میں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ ہر انسان دوسرے کی خیر خواہی کرے کیونکہ یہ سب ایک ہی جڑ کی شاخیں ہیں اور ایک ہی شاخ کے پھل پھول۔ نیز کوئی مسلمان نسل اور قومی فخر نہ کرے۔ کیونکہ سب قوموں کی اصل ایک ہے۔ ۶۔ ایک دوسرے سے رب کے نام پر مانگتے ہو کہ کہتے ہو اللہ کے واسطے مجھے یہ دو جس کا نام کریم ہے۔ کہ تمہاری کار سازی کرتا ہے تو بتاؤ کہ نام والا خود کیسا ہے۔ ۷۔ کہ رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرو رشتے قطع نہ کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو رزق کی کشائش اور عمر میں برکت چاہے وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ ۸۔ شان نزول۔ ایک شخص کے پاس اس کے یتیم بھتیجے کا مال تھا جب وہ یتیم بالغ ہوا تو اس نے چچا سے اپنے مال مانگا۔ چچا نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس شخص نے یہ آیت سن کر فوراً مال بھتیجے کے حوالے کیا۔ اور کہا اللہ رسول کی اطاعت سب سے بہتر ہے ہم اس کے مطیع ہیں۔ (خزائن العرفان) خیال رہے کہ اس بالغ کو یتیم فرمانا گزشتہ کے لحاظ سے ہے ورنہ بالغ ہو کر بچہ یتیم نہیں رہتا۔ انسان کا وہ بچہ یتیم ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ جانور کا وہ بچہ یتیم ہے جس کی ماں مر جائے موتی وہ یتیم ہے جو سیپ میں اکیلا ہوا اسے در یتیم کہتے ہیں۔ بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ ۹۔ یعنی اپنا مال جو حلال ہے وہ یتیم کے مال میں رکھ کر اس کا مال اس کے عوض نہ لو کیونکہ وہ حرام ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب اس سے ظلم مقصود ہو ۱۰۔ جب یتیم کا مال اپنے مال سے ملا کر کھانا حرام ہوا تو علیحدہ طور پر کھانا بھی ضرور حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کو ہبہ دے سکتے ہیں مگر اس کا ہبہ لے نہیں سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وارثوں میں جس کے یتیم بھی ہوں اس کے ترکہ سے نیاز' فاتحہ خیرات کرنا حرام ہے اور اس کھانے کا استعمال حرام۔ اولاً مال تقسیم کرو۔ پھر بالغ وارث اپنے مال سے خیرات کرے۔

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا

بے شک یہ بڑا گناہ ہے اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں

فِی الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

انصاف نہ کرو گے ۲ تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں

مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا

دو دو اور تین تین اور چار چار ۳ پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو

فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا

برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو ۴ یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو ۵ یہ اس سے زیادہ

تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ

قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو ۶ پھر اگر وہ

طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـــًٔـا

اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا ۷

مَّرِيْٓـــــًٔا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ

اور بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں ۸

اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْھُمْ وَ

جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے ۹ اور انہیں اسی میں سے کھلاؤ اور پہناؤ

قُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓي

اور ان سے اچھی بات کہو ۱۰ اور یتیموں کو آزماتے رہو ۱۱ یہاں تک

اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْھُمْ رُشْدًا

کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال

فَادْفَعُوْٓا اِلَيْھِمْ اَمْوَالَھُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْھَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا

انہیں سپرد کر دو ۱۲ اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے

۱۔ شان نزول۔ بعض لوگ اپنی زیر پرورش ۔یتیمہ لڑکی سے محض اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے تھے ان سے رغبت نہ رکھتے تھے اس لئے ان کی زوجیت کے حقوق ادا نہ کرتے تھے۔ اس سے روکنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی فرمایا گیا کہ ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں ۲۔ اس حکم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں۔ آپ کو جس قدر چاہیں بیویاں حلال تھیں۔ خیال رہے کہ ایک مرد کو چند بیویاں کرنے کا اس لئے اختیار دیا گیا کہ عورتیں مردوں سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں اور مرد جنگ و جہاد میں مارے جاتے ہیں۔ اگر چند بیویاں حلال نہ ہوں تو عورتوں کی کھپت کہاں ہوگی۔ نیز اس میں نسل کی زیادتی اور تعداد کی کثرت ہے آج کثرت تعداد پر حکومتیں قائم ہوتی ہیں۔ مگر ایک عورت کو چند خاوند رکھنے کی اجازت نہیں کیونکہ اس سے بچے کی نسل مشتبہ ہو جاوے گی خبر نہ ہوگی کہ یہ بچہ کس کا ہے کون پرورش کرے ۳۔ جو حقوق زوجیت ادا کرنے اور عدل و انصاف پر قادر نہ ہو اسے چند بیویاں رکھنا حرام ہے۔ لیکن یہ کام جرم ہے نکاح حلال ہو گا اولاد حلال کی ہو گی ۴۔ لونڈی کی کوئی حد نہیں۔ جتنی چاہو رکھو۔ نیز لونڈی کے حقوق مولیٰ پر لازم نہیں نہ وہ زوجیت کے حقوق کی مستحق ہے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مہر کی مستحق خود عورت ہے نہ کہ اس کے ولی۔ دوسرے یہ کہ خاوند پر لازم ہے کہ عورت کا قبضہ کرا دے۔ مہر تین طرح کا ہوتا ہے مہر معجل مہر موجل اور مہر غیر مصرح ان تینوں کے علیحدہ احکام ہیں مہر معجل میں عورت وطی سے پہلے ہی مطالبہ کر سکتی ہے ۶۔ بعض علماء اس آیت سے فرماتے ہیں کہ عورت کا مہر بڑی برکت والی چیز ہے اگر کسی کے بچے کو شفا نہ ہوتی ہو تو وہ اپنے مہر سے اس کا علاج کرے۔ اور درود شریف ہماری پہلی ماں حضرت حوا کا مہر ہے لہٰذا ہمارے لئے شفا ہے مگر یہ جب ہے کہ عورت بخوشی دے جبراً لینا یا دیا ہوا مہر واپس لینا حرام ہے رب فرماتا ہے فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـــًٔا لہٰذا دونوں آیتوں میں تعارض نہیں ۷۔ اس ترجمہ میں یہ اشارہ ہے کہ اَمْوَالَكُمْ میں اموال کی نسبت کم کی طرف قبضہ کی نسبت ہے نہ کہ ملکیت کی اور ان مالوں سے یتیم کے وہ ذاتی مال مراد ہیں جو ان کے ولیوں کے پاس امانۃً محفوظ ہیں۔ یعنی نا سمجھ یتیموں کو مال نہ دو ورنہ وہ ضائع کر دیں گے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مال سنبھالنا بھی عبادت ہے کیونکہ دین و دنیا کے ہزاروں کام اس سے انجام پاتے ہیں اور فرائض کے شرائط بھی فرض ہوتے ہیں۔ جیسے نماز کے لئے وضو ۹۔ اچھی بات میں انہیں تعلیم دلانا انہیں اچھے اخلاق سکھانا انہیں ان کے مال دیئے جانے کی تسلی دینا سب ہی داخل ہیں۔ سبحان اللہ قرآن کریم نے بچوں کا پالنا کس اعلیٰ طریقہ سے سکھایا۔ بچوں سے ابے تبے کر کے نہ بولو آپ جناب سے بولو تاکہ وہ بھی ایسا بولنے کے عادی ہوں۔ ۱۰۔ اس طرح کہ انہیں کچھ پیسے خرچ کرنے کو دو کچھ سودا سلف ان سے منگواؤ تاکہ پتہ لگے کہ ان میں سمجھ سوچ پیدا ہوئی کہ نہیں اور آئندہ مال کو سنبھال سکیں گے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ مال کمانا کمال نہیں مال خرچ کرنا کمال ہے۔ کمانا سب جانتے ہیں۔ خرچ کرنا کوئی کوئی جانتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کے ساتھ دنیا بھی بچوں کو سکھانا ضروری ہے ۱۱۔ اس آیت میں صاحبین کی دلیل ہے کہ اگر بچہ بالغ ہو کر بھی مال نہ سنبھال سکے تو اس کا مال کبھی اس کے سپرد نہ کیا جائے امام صاحب کے نزدیک پچیس سال کی عمر میں سپرد کر دیا جائے۔ اٹھارہ برس بلوغ کی انتہائی مدت ہے۔ سات سال اور انتظار دیکھو (روح) دلائل کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ بہرحال اس آیت سے معلوم ہوا کہ مال کی حفاظت بہت اہم ہے کہ اس پر دین و دنیا کے بہت سے کام موقوف ہیں۔

ا۔ بعض اولیاء یتیم کی شادی ان کے مال سے بہت دھوم سے کرتے ہیں۔ جن میں بہت ناجائز خرچ کر ڈالتے ہیں وہ ان یتیموں کے دشمن ہیں اور اسی آیت میں داخل ہیں اور جو غریب اولیاء یتیم کے مال سے حق پرورش حق سے زیادہ لیں وہ بھی اس میں داخل ہیں ۲۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت دینی خدمت پر بھی اجرت لینا جائز ہے۔ دیکھو یتیم کا پالنا دینی کام ہے مگر فقیر وارث کو حق ہے کہ یتیم کے مال سے اس کی اجرت لے اسی لئے خلفائے راشدین نے خلافت پر اجرت لی۔ سوا عثمان غنی کے رضی اللہ عنہم۔ لہٰذا امامت' دینی مدرسی پر اجرت لے سکتے ہیں۔ ۳۔ یہ امر استحبابی ہے۔ ہر مالی معاملہ جس میں جھگڑے کا اندیشہ ہو اس میں گواہ بنانا

اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ

نہ ہو جائیں لہ اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو

كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ

حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے ۲ پھر جب تم ان

اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ

کے مال انہیں سپرد کرو تو ان پر گواہ کر لو ۳ اور اللہ کافی ہے

حَسِیْبًا ۝۶ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

حساب لینے کو مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ

وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

اور قرابت والے ۴ اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے

وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ۝۷

ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت ۵ حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا ۶

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنُ

پھر بانٹتے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین ۷

فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸

آ جائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو ۸ اور ان سے اچھی بات کہو

وَ لْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّیَّةً

اور ڈریں ۹ وہ لوگ کہ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو

ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَیْهِمْ ۪ فَلْیَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْیَقُوْلُوْا قَوْلًا

ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات

سَدِیْدًا ۝۹ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا

کریں ۱۰ وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو

بہت اچھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا۔ کبھی وجوب کے علاوہ اور معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کے ہوتے پوتا اور بیٹی کے ہوتے نواسا میراث نہیں پا سکتا کیونکہ پوتے سے بیٹا اور نواسے سے بیٹی قریب تر ہے ۵۔ شان نزول' اوس ابن صامت رضی اللہ عنہ نے وفات پائی ایک بیوی ام کجہ اور تین بیٹیاں دو چچا سوید' عرفطہ چھوڑے۔ ان دونوں چچاؤں نے حضرت اوس کے سارے مال پر قبضہ کر لیا۔ ان کی بیوی اور بیٹیوں کو محروم کر دیا جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔ حضرت اوس کی بیوی بچے حضور کی بارگاہ میں فریادی ہوئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری پھر بعد میں یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ الخ آیت اتری اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ کا مال حضور نے اس طرح تقسیم فرمایا کہ ۱/۸ ان کی بیوی کو ۲/۳ لڑکیوں کو باقی چچاؤں کو (روح) ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کو میراث دینا بیٹی کو نہ دینا صریحی ظلم اور قرآن کے خلاف ہے دونوں میراث کے حقدار ہیں ۷۔ جو میراث سے محروم ہو گئے ہیں۔ محمد ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح فرما کر ان مساکین رشتہ داروں کی دعوت کر دی جو میراث سے محروم ہو گئے تھے۔ اس سے میت کے تیجہ' دسویں' چالیسویں کا ثبوت ہوا کہ اس میں یہ بھی مصلحت ہے (یہ آیت ان تمام فاتحہ کا ماخذ ہے۔) (خزائن العرفان)۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر چچا کی وجہ سے دادا کی میراث سے پوتا محروم ہو گیا تو دادا کو چاہیے کہ اسے وصیت کر کے مال کا مستحق بنا جاوے اور اگر دادا نے ایسا نہ کیا تو وارثوں کو چاہیے کہ اپنے حصہ میں سے اسے کچھ دے دیں۔ اس میں مسلمانوں نے بہت سستی کی ہے مگر خیال رہے کہ نابالغ اور غیر موجود وارث کے حصہ میں سے نہ دیا جائے ۹۔ یعنی یتیموں کے ولی اور وصی جن کے ذمہ یتیموں کی پرورش ہے یہ سمجھ کر پرورش کریں کہ اگر ہمارے بچے یتیم رہ جائیں تو کوئی انہیں پرورش کرے تو وہ کیسی پرورش چاہتے ہیں۔ ایسی ہی پرورش وہ دوسرے کے یتیم کی کریں۔ یہ آیت کریمہ اخلاق کی بہترین تعلیم ہے۔ ہمیشہ دوسرے کے ساتھ وہ معاملہ کرو جو اپنے ساتھ چاہتے ہو۔ جو اپنے لئے پسند نہ کرو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔ ۱۰۔ یعنی مرنے والے کے پاس بیٹھنے والے سیدھی بات کریں کہ اسے صدقہ اور اچھی وصیت کا مشورہ دیں اور اولاد کے لئے ترکہ چھوڑ جانے کے فضائل اسے بتائیں جان کنی کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین کریں۔ یتیموں سے سیدھی بات یہ ہے کہ یتیم کا ولی یا وصی اس سے اچھا برتاؤ کرے اچھی تعلیم دے۔ کمانا سکھائے۔ غرضیکہ اس سے وہ معاملہ کرے جو اپنی اولاد سے کرتا ہے۔

اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ﴿۱۰﴾ ع

اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں ۱ اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے میں جائیں گے ۲

یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ ٭ لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے ۳ تمہاری اولاد کے بارے میں ۴ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں

الۡاُنۡثَیَیۡنِ ۚ فَاِنۡ کُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَیۡنِ فَلَہُنَّ

کے برابر ہے ۵ پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی

ثُلُثَا مَا تَرَکَ ۚ وَ اِنۡ کَانَتۡ وَاحِدَۃً فَلَہَا النِّصۡفُ ؕ

دو تہائی ۶ اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا ۷

وَ لِاَبَوَیۡہِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ

اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا

اِنۡ کَانَ لَہٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَہٗۤ اَبَوٰہُ

اگر میت کی اولاد ہو ۸ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو ۹ اور ماں باپ چھوڑے

فَلِاُمِّہِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنۡ کَانَ لَہٗۤ اِخۡوَۃٌ فَلِاُمِّہِ السُّدُسُ

تو ماں کا تہائی ۱۰ پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں ۱۱ تو ماں کا چھٹا

مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّۃٍ یُّوۡصِیۡ بِہَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ ؕ اٰبَآؤُکُمۡ وَ

بعد اس وصیت کے جو کر گیا ۱۲ اور دین کے ۱۳ تمہارے باپ اور

اَبۡنَآؤُکُمۡ لَا تَدۡرُوۡنَ اَیُّہُمۡ اَقۡرَبُ لَکُمۡ نَفۡعًا ؕ فَرِیۡضَۃً

تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا ۱۴ یہ حصہ باندھا

مِّنَ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ﴿۱۱﴾ وَ لَکُمۡ نِصۡفُ

ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے اور تمہاری بیبیاں

مَا تَرَکَ اَزۡوَاجُکُمۡ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّہُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ کَانَ

جو چھوڑ جائیں ۱۵ اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو ۱۶ پھر اگر ان کی

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب میت کے یتیم یا غائب وارث ہوں تو مال مشترک میں سے اس کی فاتحہ تیجہ وغیرہ حرام ہے کہ اس میں یتیم کا حق شامل ہے۔ بلکہ پہلے تقسیم کرو۔ پھر کوئی بالغ وارث اپنے حصہ سے یہ سارے کام کرے ورنہ جو بھی وہ کھائے گا دوزخ کی آگ کھائے گا۔ قیامت میں اس کے منہ سے دھواں نکلے گا ۲۔ حدیث شریف میں ہے کہ یتیم کا مال ظلماً کھانے والے قیامت میں اس طرح اٹھیں گے کہ ان کے منہ' کان اور ناک سے بلکہ ان کی قبروں سے دھواں اٹھتا ہو گا جس سے وہ پہچانے جائیں گے کہ یہ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے ہیں ۳۔ اولاد کی میراث کے متعلق رب تم کو تاکیدی حکم دیتا ہے خیال رہے کہ اہل عرب وصیت کو بہت اہتمام سے پورا کرتے تھے اس لئے ہر تاکیدی حکم کو وصیت کہہ دیا جاتا ہے ۴۔ یہاں اولاد سے مراد بلاواسطہ اولاد ہے۔ یعنی بیٹے بیٹیاں۔ پوتے اور نواسے اس سے خارج ہیں کیونکہ وہ بیٹے کے ہوتے ہوئے محروم ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ سے معلوم ہو چکا۔ لہٰذا بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے یا نواسے کو میراث دلوانا صراحۃً قانون اسلامی کی مخالفت ہے۔ اس جگہ اولاد کو عام سمجھنا اور بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو اور بیٹی کے ہوتے ہوئے یتیم نواسہ کو میراث دلوانا بڑی جہالت ہے۔ آج تک کسی مسلمان نے اس کی جرأت نہ کی۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ بیٹا ذی فرض نہیں ہے عصبہ ہے اور بیٹے کے ہوتے ہوئے بیٹی بھی عصبہ بن جاتی ہے کیونکہ قرآن کریم نے ان کا حصہ مقرر نہ فرمایا۔ آدھا یا تہائی بلکہ اگر کوئی ذی فرض نہ ہو تو سارے مال کو بیٹا' بیٹی اس طرح بانٹ لیں اور اگر ہو تو اس سے بچے ہوئے کو۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹی ذی فرض ہے اگر بیٹا نہ ہو اور عصبہ ہے اگر ساتھ بیٹا بھی چھوڑا ہو کیونکہ بیٹے کے ساتھ تو بیٹی کا حصہ مقرر نہ فرمایا اور صرف بیٹی کے لئے حصہ مقرر فرمایا گیا۔ ۷۔ حضرت استاذی مرشدی مراد آبادی قدس سرہ نے اس سے ثابت فرمایا کہ اگر صرف ایک بیٹا چھوڑا ہو تو اسے کل مال ملے گا۔ کیونکہ جب ایک بیٹی آدھا لیتی ہے اور بیٹے کا حصہ بیٹی سے دگنا ہوتا ہے تو لڑکے کو کل مال ملنا چاہیے۔ (سبحان اللہ) ۸۔ یعنی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی۔ کہ اگر ان میں سے کوئی بھی ہو تو ماں کو ۱/۶ ملے گا۔ ۹۔ اور نہ خاوند یا بیوی ہو کیونکہ ان کے ہوتے ہوئے ماں کو بیوی یا خاوند کا حصہ نکالنے کے بعد باقی کا تہائی ملے گا نہ کہ کل کا ۱۰۔ مردہ کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں ماں ذی فرض ہے' اور باپ عصبہ۔ کیونکہ یہاں ماں کا حصہ تو قرآن شریف نے مقرر فرمایا مگر باپ کا ذکر نہ فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ باپ کو باقی بچا ہوا یعنی ۲/۳ ملے گا۔ کیونکہ پہلے فرما دیا ہے۔ وَوَرِثَہٗۤ اَبَوٰہُ ۱۱۔ اخوۃ کی جمع سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ بہن یا بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ ۱۲۔ یعنی جائز وصیت جو تہائی سے زیادہ نہ ہو اور کسی وارث کو نہ کی گئی ہو ناجائز وصیت مراد نہیں ۱۳۔ یہاں قرض سے مراد انسانوں کا قرض ہے اللہ کا قرض مراد نہیں لہٰذا اگر میت کے ذمہ زکوٰۃ رہ گئی ہو تو وہ وصیت پر مقدم نہ ہو گی۔ یہ بھی خیال رہے کہ قرضہ وصیت پر مقدم ہے مگر وصیت کی اہمیت دکھانے کے لئے پہلے وصیت کا ذکر فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ وٍلو اور لو ترتیب نہیں چاہتے۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے حصے عقل و قیاس سے مقرر نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے معلوم کرنے میں عقل عاجز ہے۔ یا نص چاہیے یا اجماع مجتہدین جو نص کی قائم مقام ہے۔ ۱۵۔ بیوی کے چھوڑے ہوئے مال میں اس کا جہیز خاوند کا دیا ہوا مال' چڑھایا ہوا زیور' خاوند کے ذمہ مہر سب داخل ہیں۔ ان میں یہی احکام جاری ہوں گے ۱۶۔ یعنی ان کے پیٹ کی اولاد خواہ تمہارے نطفے سے ہو یا دوسرے خاوند کے نطفے سے لڑکی

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ

اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت

وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا

وہ کر گئیں اور دین نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں

تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ

کو چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا

فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ

تمہارے ترکہ میں آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور قرض

بِهَآ اَوْ دَيْنٍ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ

نکال کر اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد

وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ

کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اسکا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا

فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ

پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ

میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ

یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے یہ اللہ کی حدیں ہیں

اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا تو اللہ اسے باغوں میں لے جائیگا جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے

(بقیہ صفحہ ۱۲۴) ہو یا لڑکا۔ ولد مذکر مونث دونوں کو شامل ہے۔ ابن صرف بیٹے کو اور بنت بیٹی کو کہتے ہیں اور یہاں ولد میں پوتے پوتی بھی شامل ہیں۔

۱۔ یعنی نسب والی اولاد۔ لہٰذا اس میں نواسا نواسی شامل نہ ہوں گے۔ کیونکہ نسب دادا سے ہوتا ہے نہ کہ نانا نانی سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ بیوی خواہ ایک ہی ہو یا چند ان کا یہ ہی ہو گا یعنی ۱/۴ یا ۱/۸ ۳۔ میت کی صلبی اولاد بیوی کا حصہ آٹھواں کر دیتی ہے جو اس عورت یا خاوند سے ہو یا دوسرے سے۔ لہٰذا اس میں روافض کی دلیل نہیں بن سکتی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج حضور کے بعد وراثت کی مستحق نہ تھیں۔ کیونکہ کسی سے اولاد نہ تھی۔ کیونکہ قرآن کی اس آیت میں یہ قید نہیں کہ وہ اولاد تم سے ہو ورنہ منکم فرمایا جاتا۔ خیال رہے کہ ولد میں پوتا پوتی بھی داخل ہے۔ ۴۔ ما کے عموم سے معلوم ہوا کہ منقولی اور غیر منقولی ہر قسم کے مال میں حصے ہوں گے ۵۔ خیال رہے کہ وارث کو وصیت جائز نہیں اور تہائی سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں۔ اگر زیادہ کی وصیت کر گیا ہو تو تہائی میں ہی جاری ہو گی زیادہ میں نہیں ۶۔ اس قرض میں عورت کا مہر بھی داخل ہے لہٰذا مردہ خاوند کے مال سے پہلے اس کی بیوی کا مہر دیا جاوے گا پھر میراث جاری ہو گی۔ آج کل جو مہر کا اعتبار نہیں کرتے محض غلط ہے ۷۔ اس سے میراث کے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلالہ وہ شخص ہے جس کے اصول و فروع نہ ہوں۔ نہ ماں باپ وغیرہ نہ اولاد۔ دوسرے یہ کہ اخیافی بھائی بہن یعنی ماں شریکے ذی فرض ہو سکتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اخیافی اولاد کے حصے میں لڑکا لڑکی برابر کے حصے دار ہیں یہاں لڑکا لڑکی سے دگنا نہ پاوے گا ۸۔ چونکہ اخیافی بھائی بہن ماں کے رشتہ سے میراث پاتے ہیں اور ماں کو تہائی سے زیادہ کسی صورت میں بھی میراث نہیں ملتی اس لئے اس کی اولاد کو بھی اس سے زیادہ نہ ملے گی۔ (خزائن) خیال رہے کہ جماعت کی نماز اور میراث کے مسائل میں دو بھی جماعت کے حکم میں ہیں کہ بہت سوں کو وہی حق ملتا ہے جو دو کو۔ اور دو مقتدیوں سے بھی امام آگے کھڑا ہو گا جیسے زیادہ کے آگے کھڑا ہوتا ہے۔ یہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ دو اور زیادہ جماعت ہیں۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز وصیت جاری نہ کی جائے گی اور اس کا اثر میراث کے حصوں پر نہ پڑے گا۔ ناجائز وصیت کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وارث کو وصیت کرے۔ دوسرے یہ کہ کسی کو تہائی سے زیادہ کی وصیت کرے تو تہائی درست ہو گی اور باقی غیر درست۔ تیسرے یہ کہ حرام کام میں خرچ کرنے کی وصیت کرے کہ میرے بعد نوحہ والیوں کو اتنا دینا۔ فلاں مندر یا گرجے میں اتنا دینا کہ مسلمان کے لئے یہ حرام ہے اور یہ وصیت بالکل جاری نہ ہو گی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ میراث میں حدیث پاک ایسے قبول ہو گی جیسے قرآن کریم کی یہ آیت۔ کیونکہ میراث کے کچھ احکام یہاں مذکور ہوئے اور پھر فرما دیا گیا کہ جو حکم مانے اللہ رسول کا یعنی باقی احکام رسول اللہ سے پوچھ لو وہ بتا دیں گے۔ چنانچہ بحکم حدیث پاک پوتی پڑپوتی وغیرہ۔ اگر میت کی اولاد نہیں تو بیٹی کے حکم میں ہے اور اگر میت کی ایک بیٹی بھی ہے تو پوتی کو چھٹا حصہ۔ اور اگر میت کے بیٹا بھی ہے "تو پوتی محروم۔ اور اگر میت کے دو لڑکیاں ہیں تو بھی پوتی محروم۔ لیکن اسی صورت میں اگر پوتا بھی ساتھ ہے تو وہ مع پوتے کے عصبہ ہو گی۔" میراث کی پوری تفصیل کے لئے ہماری کتاب علم المیراث کا مطالعہ فرماؤ جو مختصر مگر نہایت جامع ہے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقسیم میراث میں ظلم کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے۔ اور انصاف کرنا رحمت کا موجب ہے۔ اس سے ان مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو اپنی لڑکیوں کو محروم کر دیتے ہیں۔ ۲۔ میراث کے احکام یا تمام احکام میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو وراثت ماننے والا دوزخی ہے کیونکہ وہ اللہ کا بھی مخالف ہے اور اس کے رسول کا بھی۔ ۳۔ اگر احکام خدا اور رسول کو غلط جانتا ہے تو وہ کافر ہے۔ ابدالاباد دوزخ میں رہے گا۔ اور اگر انہیں حق جان کر ان پر عمل نہیں کرتا تو بہت روز تک دوزخ میں رہے گا کہ وہ فاسق ہے۔ ۴۔ جب فاحشہ معرفہ ہو کر آئے تو اس سے مراد زنا ہوتی ہے۔ لہٰذا یہاں الفاحشہ سے مراد زنا ہے۔ ۵۔ یعنی ان کو گواہ بنا لو۔ اس صورت میں تو عام مسلمانوں سے خطاب ہے۔ یا ان سے گواہی ادا کراؤ تب اس میں حکام سے خطاب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ احکام بیویوں کے متعلق ہیں لونڈیوں کے یہ حکم نہیں اس لئے نِّسَآئِكُمْ فرمایا گیا۔ ۶۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ نمبر۱ زنا کے گواہ چار ہوں گے۔ نمبر۲ چاروں مرد ہوں کوئی عورت نہ ہو۔ نمبر۳ چاروں متقی آزاد ہوں جیسا کہ مِّنْكُمْ سے معلوم ہوا۔ نمبر۴ جب خاوند اپنی بیوی کے زنا پر چار گواہ بنائے تو پھر لعان نہ ہو گا بلکہ عورت پر زنا کی سزا یعنی رجم ہو گی۔ اگر گواہ کوئی خاوند کے پاس نہ ہو تو لعان ہے۔ نمبر۵ فاسقہ عورت کو طلاق دے دینا واجب نہیں بلکہ فسق سے روکنا واجب ہے جیسا کہ فَاَمْسِكُوْهُنَّ سے معلوم ہوا۔ ۷۔ یعنی اپنی زانیہ بیویوں کو گھروں میں ایسا قید کرو کہ باہر نہ نکل سکیں۔ یہاں تک کہ ان کی زندگی ختم ہو جاوے یا زنا کی سزا نازل ہو۔ ۸۔ یہ آیت حدود اور سزاؤں کی آیت سے منسوخ ہے۔ اور نسخ کی طرف اسی آیت میں اشارہ بھی کر دیا گیا ہے کہ انہیں موت آنے یا سزا کا قانون بننے تک قید میں رکھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیات اور احکام میں نسخ جائز بلکہ واقع ہے۔ ۹۔ یعنی زبانی ایذا جیسے جھڑکنا۔ شرم دلانا اور بدنی ایذا مار پیٹ۔ یہ آیت بھی حد زنا کی آیت سے منسوخ ہے۔ خیال رہے کہ پہلی آیت میں مِنْ نِّسَآئِكُمْ فرمایا گیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ وہاں شادی شدہ عورتیں مراد ہیں۔ یہاں فرمایا گیا وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا جس سے معلوم ہوا کہ اس سے کنوارا اور کنواری مراد ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ پچھلی آیت میں فاحشہ سے مراد خود عورت کا عورت سے بذریعہ سحق زنا کرنا ہے اور وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا سے مراد مرد کا مرد سے لواطت کرنا ہے۔ اس صورت میں یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اور اب اس سے یہ معلوم ہوا کہ لواطت اور سحق میں حد مقرر نہیں بلکہ تعزیر ہے۔ یعنی قاضی جو سزا چاہے دے۔ یہ ہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ (خزائن العرفان) اسی لئے لوطی کی سزائیں صحابہ کرام نے مختلف دیں اگر اس میں حد ہوتی تو ایک سزا دی جاتی اختلاف نہ ہوتا۔ ۱۰۔ یعنی گزشتہ پر نادم ہو جائیں اور آئندہ کے لئے نیک بن جانے کے آثار ان پر ظاہر ہو جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعزیر والا مجرم اگر تعزیر سے پہلے صحیح معنی میں توبہ کرے تو اس پر خواہ مخواہ تعزیر لگانا ضروری نہیں ۱۱۔ کہ بڑے بڑا گنہگار مجرم بھی اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو توبہ کرے۔ خیال رہے کہ توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا۔ لوٹنا۔ اگر یہ بندے کی صفت ہو تو معنی ہوں گے گناہ یا ارادہ گناہ سے رجوع کرنا اور اگر رب تعالیٰ کی صفت ہو تو معنی ہوں گے ارادہ سزا سے رجوع فرمانا۔ یا بندے کی توبہ قبول فرمانا۔ ۱۲۔ موت سے پہلے کا وقت قریب ہی میں داخل ہے۔ خیال رہے کہ کفر سے توبہ نزع کے وقت بلکہ موت دیکھ کر قبول نہیں اور گناہ سے توبہ اس وقت بھی قبول ہے۔ جہالت سے مراد حماقت ہے۔ نادانی' بیوقوفی

الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

اللہ اسے آگ میں داخل کریگا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اسکے لئے خواری کا عذاب ہے

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا

اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ان پر خاص اپنے میں کے

عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ

چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو اپنے

فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ

گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھا لے یا اللہ ان کی

اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ

کچھ راہ نکالے اور تم میں جو مرد عورت ایسا کام کرے ان کو ایذا دو

فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نیک ہو جائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو بیشک اللہ بڑا توبہ

تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ

قبول کرنے والا مہربان ہے وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا

يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ

ہے وہ انہی کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کر لیں

فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

ایسوں پر اللہ رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت

حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

والا ہے اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے

السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ
رہتے ہیں۱ یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب

اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ
میں نے توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں

اُولٰٓىٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۸﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ
ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۲ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ
تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی۳

وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ
اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے

اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ
لو۴ مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں۵ اور ان سے اچھا

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا
برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں

شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ
ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۶ اور اگر تم ایک

اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ
بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو۷ اور اسے ڈھیروں مال

قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا
دے چکے ہو۸ تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۹ کیا اسے واپس لوگے جھوٹ باندھ کر

وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُكُمْ
اور کھلے گناہ سے۱۰ اور کیونکر اسے واپس لوگے حالانکہ تم میں ایک دوسرے کے سامنے

(بقیہ صفحہ ۱۲۶) ہے۔ عالم جب گناہ کرے تو وہ عملاً جاہل ہے ۱۳۔ لہٰذا اسلام میں توبہ کا قانون بنانا عین حکمت و علم پر مبنی ہے۔ جن دینوں میں توبہ نہیں اس کے پیرو کار گناہ پر زیادہ دلیر ہوتے ہیں کیونکہ مایوسی جرم پر دلیر کر دیتی ہے۔ معافی کی امید توبہ کراتی ہے۔ پھانسی والے مجرم کو علیحدہ کوٹھڑی میں بند کرتے ہیں کہ کوئی اور خون نہ کر دے۔ کیونکہ وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہے۔

۱۔ یعنی دلی گناہ فساد عقیدہ اور جسمانی گناہ فساد اعمال سب کچھ کرتے رہے۔ کیونکہ کفر ہی وہ گناہ ہے جس کی توبہ موت کے وقت قبول نہیں یا سیئات سے گناہ ظاہری مراد لئے جاویں تو لزوم قبول کی نفی ہے نہ کہ قبول کی جیسا کہ عَلَی اللّٰہِ سے معلوم ہوا ۲۔ لہٰذا ایسوں کے لئے دعا مغفرت کرنا بھی حرام ہے۔ اسی طرح کافر پر نماز جنازہ نہیں اسے مرحوم یا رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ کہنا حرام ہے ۳۔ جیساکہ اسلام سے پہلے اہل عرب کا دستور تھا کہ وہ مال کے ساتھ میت کی بیوی کے وارث بن جاتے تھے کہ جہاں چاہے اس کا نکاح کراتے نہ چاہے نہ کراتے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب عورت ناپسند ہو تو اسے اس لئے طلاق نہ دینا کہ یہ خلع کرے یا کچھ مال دے یا مہر واپس کرے سخت مکروہ ہے۔ خلع اس صورت میں ہونا چاہیے جب عورت کو مرد سے نفرت ہو اور علیحدگی چاہے۔ اس کی تفصیل فقہ میں ہے ۵۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت اس کے متعلق ہے جو اپنی بیوی سے نفرت کرے مگر طلاق نہ دے یہ خواہش کرے کہ عورت کچھ مال دے تو طلاق دوں جیساکہ آج کل عام حالت ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اہل عرب اپنی بیوی کو طلاق دیتے تھے پھر رجوع کر لیتے۔ ایسا ہی کرتے رہتے تھے۔ نہ بساتے تھے' نہ آزاد کرتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت آئی۔ غرضیکہ جب عورت کی طرف سے قصور ہو اور وہ مرد کو ستاتی ہو اس لئے اسے طلاق دینا پڑے تو خلع جائز ہے۔ اگر مرد کا قصور ہو تو مال لینا منع ہے۔ ۶۔ یعنی بد خلق یا بدصورت بیوی کو طلاق دینے میں جلدی نہ کرو ممکن ہے کہ رب تعالیٰ اسی بیوی سے تمہیں ایسی لائق اولاد دے جس میں تمہارے لئے بہت خیر ہو جائے ۷۔ اس طرح کہ اسے چھوڑ دو' دوسری سے نکاح کرو ۸۔ عطیہ یا مہر۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خاوند' بی بی سے ہبہ واپس نہیں لے سکتا۔ زوجیت مانع رجوع ہے۔ دوسرے یہ کہ زیادہ مہر باندھنا جائز ہے۔ حدیث شریف میں جو ممانعت ہے وہ تنزیہی ہے۔ ۹۔ اس لئے کہ یہاں جدائی تمہاری طرف سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب مرد اپنی ناپسندیدگی کی وجہ سے طلاق دینا چاہے تو اسے خلع کرنا منع ہے ۱۰۔ اہل عرب جب اپنی بیوی کو ناپسند کرتے اور طلاق دینا چاہتے تو اسے جھوٹی تہمت لگاتے تھے تا کہ عورت پریشان ہو کر اپنا مہر وغیرہ واپس کر کے طلاق لے۔ اس آیت میں اس سے منع فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاک عورت کو بہتان لگانا گناہ کبیرہ ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عصمت کے متعلق ادنیٰ شک کرنا کفر ہے کہ ان کی گواہی رب دے چکا ہے۔ ان کی عصمت ایسی یقینی ہے۔ جیسی اللہ تعالیٰ کی توحید۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلوت صحیحہ ہو جانے سے پورا مہر دینا پڑتا ہے اور اگر خاوند نے پورا مہر دے دیا تھا پھر خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو آدھا واپس لے سکتا ہے۔ ۲۔ نکاح کے وقت دولہا کو کلمہ وغیرہ پڑھا کر نکاح کیا جاوے تا کہ نکاح کا عہد و پیمان مضبوط ہو جائے۔ وعدہ کی مضبوطی کے لئے بھی کلمہ پڑھایا جاتا ہے۔ یہ آیت کلمہ پڑھانے کی دلیل ہے۔ اسی لئے ہمارے ملک میں رواج ہے کہ عورت اور مرد دونوں کو کلمے پڑھا کر نکاح کرتے ہیں ۳۔ اگر نکاح سے مراد عقد نکاح ہے تو معلوم ہوا کہ سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے اگرچہ باپ نے خلوت سے پہلے اسے طلاق دے دی ہو۔ اور اگر نکاح سے مراد صحبت ہے تو معلوم ہوا کہ جس عورت سے

إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٢١﴾ وَلَا

بے پردہ ہو لیا ل اور وہ تم سے گاڑھا عہد لے چکیں ۲ اور

تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو ۳ مگر جو ہو گزرا ۴ وہ بے شک

إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٢٢﴾ حُرِّمَتْ

بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ حرام ہوئیں

عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ

تم پر تمہاری مائیں ۵ اور بیٹیاں ۶ اور بہنیں ۷ اور پھوپھیاں اور خالائیں ۸

وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ

اور بھتیجیاں اور بھانجیاں ۹ اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا ۱۰

وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَ

اور دودھ کی بہنیں ۱۱ اور تمہاری عورتوں کی مائیں ۱۲ اور

رَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي

ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ۱۳ ان بیبیوں سے جن سے تم

دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا

صحبت کر چکے ہو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ

ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہارے نسلی بیٹوں کی بیبیاں ۱۴

أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا

اور دو بہنیں اکٹھی کرنا ۱۵ مگر جو

قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٣﴾

ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اپنا باپ صحبت کرے حرام یا حلال بیوی بنا کر یا لونڈی بنا کر سب عورتیں بیٹے پر حرام ہیں کیونکہ یہ عورتیں بیٹے کی ماں کی طرح ہیں۔ ۴۔ یعنی جاہلیت کے زمانہ میں تم نے جو ایسے نکاح کر لئے اور اب وہ عورتیں مر بھی چکیں تم پر اس کا گناہ نہیں کیونکہ وہ گناہ قانون بننے سے پہلے تھے مسئلہ' اگر مجوسی اسلام لائے اور اس کے نکاح میں اپنی ماں یا بہن ہے تو اسے چھوڑ دینا فرض ہے لیکن اس نے زمانہ کفر میں جو نکاح کئے ہوں' ان سے جو اولاد ہو چکی ہو وہ اولاد حلالی ہو گی۔ کیونکہ کفار پر شرعی احکام جاری نہیں ۵۔ جن کے پیٹ سے تم پیدا ہوئے اس میں نانی دادی وغیرہ بھی داخل ہیں۔ سوتیلی ماؤں کی حرمت کا ذکر پہلے ہو چکا ۶۔ اس میں پوتیاں' نواسیاں بلکہ ان کی اولاد بھی داخل ہے کہ ان سب سے نکاح حرام ہے۔ ۷۔ اس میں بھانجیاں' بھتیجیاں اور ان کی اولاد بھی داخل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنی اولاد اور اپنی اصول حرام ہیں۔ ماں باپ کی ساری اولاد حرام۔ اس کی تصریح خود اسی آیت میں آگے آرہی ہے ۸۔ صرف یہ حرام ہیں ان کی اولاد حلال کیونکہ یہ اصول بعیدہ یعنی دادا نانا کی اولاد ہیں۔ ان کا یہ ہی حکم ہے کہ خالہ زاد پھوپھی زاد لڑکی حلال ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسبی رشتہ سے سات عورتیں حرام ہیں جن کا قاعدہ یہ ہے کہ اپنے سارے فروع حرام اپنے سارے اصول حرام اصول قریبہ کے سارے فروع حرام اور اصول بعیدہ کے قریبہ فروع حرام، فروع بعیدہ حلال۔ لہذا خالہ پھوپھی حرام ہیں مگر ان کی اولاد حلال۔ کیونکہ یہ اصول بعیدہ یعنی دادا، نانا کی اولاد ہیں مگر بھائی بہن کی تمام اولاد حرام کیونکہ بھائی بہن اصول قریبہ یعنی ماں باپ کی اولاد ہیں ۱۰۔ ڈھائی سال کی عمر میں جس عورت کا دودھ تھوڑا سا بھی پی لیا جاوے وہ عورت اور اس کی اولاد اور اصول سب اس بچہ پر حرام ہیں۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ دودھ کے رشتہ کی حرمت نسب کی طرح ہے۔ شعر۔

از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند
واز جانب شیر خوارز و جان و فروع

۱۲۔ جس عورت سے نکاح کر لیا اس کی ماں حرام ہو گئی خواہ اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو ۱۳۔ یہ قید اتفاقی ہے اپنی بیوی کی بیٹی جو دوسرے خاوند سے ہو' وہ حرام ہے اگرچہ ہماری پرورش میں نہ ہو۔ مگر یہ سوتیلی لڑکی صرف ہمارے لئے حرام ہے ہماری اولاد کے لئے حلال اور ہمارے لئے بھی جب حرام ہے جبکہ بیوی سے صحبت کر لی اور اگر بغیر صحبت طلاق دی یا وہ فوت ہو گئی تو اس کی بیٹی حلال ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ملاحظہ کرو۔ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ اپنے پالک یعنی متبنّٰی کی بیوی حلال ہے۔ ۱۵۔ ہر وہ دو عورتیں جن کا رشتہ ایسا ہو کہ جو بھی ان میں سے مرد ہو تو دوسری عورت اس پر حرام ہو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جیسے دو بہنیں۔ یا خالہ بھانجی' پھوپھی بھتیجی وغیرہ۔